صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

مسئلہ رفع الیدین

تالیف

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

دار التّخصص والتّحقیق پاکستان

فہرس

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق ہونی چاہیے۔اللہ کا پسندیدہ طریقہ وہی ہے، جو رسول کریم ﷺ نے سکھایا ہے، فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : ٦٣١)

آپ ﷺ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دوسری رکعت سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔صحابہ کرام بھی رفع الیدین پر عامل رہے، پھر ائمہ عظام نے اس کے ثبوت پر کتابیں لکھی ہیں۔ہم نے امت کی خیر خواہی کے لئے مسئلہ رفع الیدین کے دلائل اور اس مسئلہ پر پیش کئے جانے والے شبہات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔احباب کرام نبی کریم ﷺ کی محبت میں اور روز آخرت کی حساب دہی کو سامنے رکھ کر ان دلائل کا جائزہ لیں، امید ہے کہ یہ کتاب طالبان تحقیق کے لئے نفع مند ثابت ہو گی۔

والسلام

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

0300-5482125

رسول اللہ ﷺ سے وفات تک رفع الیدین

رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرتے تھے، یہ آپ کی مبارک سنت اور نماز کا حسن ہے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام اور ائمہ محدثین اس پر عمل کرتے رہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی رفع الیدین ترک نہیں کیا۔ بلکہ متواتر عمل کرتے رہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبر ①:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا ...... وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ.

''رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت کندھوں تک رفع الیدین کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے ......سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

(صحیح البخاري :: ۷۳۵، ۷۳٦، ۷۳۸، صحیح مسلم : ۳۹۰)

ائمہ سنت کا اس حدیث سے استدلال:

① امام علی بن مدینی رحمہ اللہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ : هٰذَا مِثْلُ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ .

''امام سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس ستون کی مانند (مضبوط) ہے۔''

(شعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم : ٥٠، وسندهٗ صحيح كأسطوانة)

② حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مِمَّا اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ كُلُّهُمْ عَلٰى صِحَّتِهٖ وَتَلَقِّيهِ بِالْقُبُولِ، وَعَلَيْهِ اعْتَمَدَ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ .

''زہری کی سالم عن ابن عمر والی حدیث پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ ائمہ اسلام نے رفع الیدین کے مسئلہ میں اسے دلیل بنایا ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : ٣٣٠/٦)

فائدہ:

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ أَحَدُ الْأَحَادِيثِ الْأَرْبَعَةِ الَّتِي رَفَعَهَا سَالِمٌ عَنِ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَوْقَفَهَا نَافِعٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ ...... وَالْقَوْلُ فِيهَا قَوْلُ سَالِمٍ وَلَمْ يَلْتَفِتِ النَّاسُ فِيهَا إِلٰى نَافِعٍ .

''یہ حدیث ان چار احادیث میں سے ایک ہے، جن کو سالم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔ لیکن ان احادیث کو نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف بیان کیا ہے۔...... ان احادیث میں سالم کی بات ہی راجح ہے۔ محدثین نے ان احادیث میں نافع کی طرف التفات نہیں کیا۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : ٢١٢/٩)

یاد رہے کہ نافع نے اس حدیث کو مرفوع اور موقوف دونوں طرح بیان کیا ہے۔

راویان حدیث کا عمل:

سلیمان شیبانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : رَأَيْتُ أَبِي يَفْعَلُهُ، فَقَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

''میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو فرمایا: میں نے والد محترم (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کو ایسا کرتے دیکھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا۔''

(حديث السّراج : ٣٤/٢ـ٣٥، ح : ١١٥، الخلافيات للبيهقي : ١٦٤١، وسندهٗ صحيحٌ)

نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا اسْتَوٰى قَائِمًا مِنْ رُكُوعِهٖ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

''آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے اور کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

(الخلافيات للبيهقي: ١٦٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

مذکورحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ، كُلُّ مَنْ سَمِعَهٗ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ بِهٖ؛ لِأَنَّهٗ لَيْسَ فِي إِسْنَادِهٖ شَيْءٌ.

قَالَ عَلِيٌّ: لَمْ أَزَلْ أَعْمَلُ بِهِ مُنْذُ أَنَا صَبِيٌّ.

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَبِهٖ نَأْخُذُ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَبِهٖ نَأْخُذُ.

قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَبِهٖ نَأْخُذُ.

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَبِهٖ آخُذُ.

''امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ حدیث انسانوں پر

حجت ہے، جو بھی اسے سنے، اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے، کیونکہ اس کی سند میں کوئی خرابی نہیں۔ مزید فرماتے ہیں: میں بچپن سے اس پر عمل کرتا آ رہا ہوں۔ امام ابوسعید عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم پر اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں بھی اس پر عمل کرتا ہوں۔''

(الخلافيات للبيهقي : ٣٣١/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوالحسن احمد بن خضر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اعْتِمَادًا لِهٰذَا الْحَدِيثِ.

''امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے دو رکعت کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔''

(الخلافيات للبيهقي : ١٦٤٧، وسندهٗ صحيحٌ)

راوی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع الیدین ملاحظہ فرمایا، خود بھی رفع الیدین کیا، یہاں تک کہ ان کے بیٹے سالم جو تابعی ہیں، آپ کا رفع الیدین ملاحظہ کر رہے ہیں اور وہ خود بھی رفع الیدین کر رہے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین و ائمہ سنت اس حدیث کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان عظماء کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہرگز نہیں ہوئی۔

فائدہ:

مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی کہتے ہیں:

''جو سنت کی محبت سے بلا شر و فساد آمین بالجہر اور رفع الیدین کرے، اس کو برا نہیں جانتا۔''

(تذكرة الرشيد : ۱۷۵/۲)

اللہ! اے زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے، تو جانتا ہے کہ ہم رفع الیدین اور آمین بالجہر محض تیرے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے محبت کی وجہ سے کرتے ہیں، وللہ الحمد!

دلیل نمبر ②:

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیس دن نبی اکرم ﷺ کے مہمان رہے، واپس ہونے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''نماز میری طرح پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : ٦٣١)

راوی حدیث کا عمل:

ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا .

”انہوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٧٣٧، صحيح مسلم : ٣٩١)

صحابی رسول سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حکم کے مطابق رفع الیدین کرتے ہیں اور بیان کر رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا۔

دلیل نمبر ③:

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کیا اور اللہ اکبر کہا، پھر کپڑا لپیٹ لیا، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، رکوع کا ارادہ کیا، تو دونوں ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے، پھر رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا، (رکوع کے بعد) سمع اللہ لمن حمدہ کہا، تو رفع الیدین کیا، سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان کیا۔“

(صحيح مسلم : ٤٠١)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَهٗ مَنْ فَعَلَهٗ وَتَرَكَهٗ مَنْ تَرَكَهٗ .

”یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے، جس نے پڑھی، سو پڑھی اور جس نے چھوڑ دی، سو چھوڑ دی۔“

(المزكيات لأبي إسحاق المزكي النيسابوري، ص ٦٥، وسندهٗ صحيحٌ)

واضح رہے کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

(عمدة القاري للعيني الحنفي: ٢٧٤/٥)

ایک وقت کے بعد موسمِ سرما میں دوبارہ آئے اور رفع الیدین کا مشاہدہ کیا۔

(سنن أبي داوٗد: ٧٢٧، وسندهٗ حسنٌ)

تو اس سے یہ احتمال بھی ختم ہو جاتا ہے کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں رفع الیدین ترک کر دیا ہوگا۔

دلیل نمبر ④:

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم نخعی کے پاس گئے تو عمرو بن مرہ نے کہا، ہم نے حضرمیین کے مسجد میں نماز پڑھی، تو علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا سَجَدَ.

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے اور سجدے کرتے وقت رفع الیدین کرتے۔''

ابراہیم نخعی نے کہا کہ میرے خیال میں تو آپ کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ایک دن دیکھا تھا تو آپ سے یہ بات یاد کر لی۔ عبداللہ نے یاد نہیں کی، پھر ابراہیم نخعی نے کہا، رفع الیدین صرف نماز کے شروع میں ہے۔

(سنن الدارقطني: ٢٩١/١، ح: ١١٢١، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

یہ حدیث نماز کے شروع میں، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر زبردست دلیل ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب (رکوع کے بعد قیام میں) سجدہ (کا ارادہ) کرتے، تو رفع الیدین کرتے، کیونکہ صحیح مسلم (۱/ ۱۷۳، ح: ۴۰۱) میں رفع الیدین کے ثبوت پر سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث کے مفہوم و مطلب کو واضح کرتی ہے ۔اس میں رکوع کے بعد رفع الیدین کا ذکر ہے۔

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول:

اس روایت کے آخر میں امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا تبصرہ ہے، لیکن وہ تبصرہ دلائل کی دنیا میں قابل اعتبار نہیں، کیونکہ متواتر احادیث، آثار صحابہ و تابعین اس کے خلاف جاتے ہیں۔

دلیل نمبر ⑤:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اسی طرح آپ ﷺ قرأت مکمل کر کے رکوع کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے، رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کرتے، آپ ﷺ نماز میں بیٹھے ہوئے رفع الیدین نہیں کرتے تھے، دو رکعتوں سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٧٤٤، سنن الترمذي : ٣٤٢٣، مسند الإمام أحمد : ١/٩٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، امام احمد بن حنبل (فتح الباری

لابن رجب:۴/۳۲۰،نصب الرایۃ للزیلعی :۱/۴۱۲)اور امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''حسن'' کہا ہے۔

(الخلافيات، تحت الحديث : ١١٦٧١)

راوی حدیث سلیمان بن داؤد ہاشمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ .

''یہ ایسے ہی ہے، جیسے زہری سالم سے اور وہ اپنے باپ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٣٤٢٣، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جمہور کے نزدیک''ثقہ'' ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ، وَتَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُهُمْ بِمَا لَا يُقْدَحُ فِيهِ .

''یہ جمہور کے نزدیک''ثقہ'' ہیں، ان پر بعض لوگوں کی کلام، موجبِ جرح نہیں۔''

(نتائج الأفكار : ٣٠٤)

مدینہ میں اس کی حدیث''صحیح'' اور عراق میں''مضطرب'' تھی، اس پر جرح اسی صورت پر محمول ہے، یہ روایت مدنی ہے۔ والحمدللہ!

علامہ عینی حنفی نے اس حدیث کو''صحیح'' کہا ہے۔

(نخبة الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار : ٤/١٤٨)

دلیل نمبر ⑥:

ابوزبیر، محمد بن مسلم بن تدرس مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

''سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔''

(سنن ابن ماجه: ٨٦٨، وسندهٗ صحيحٌ)

ابوزبیر، محمد بن مسلم بن تدرس تابعی نے ''مسند السراج (۹۲)'' میں سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رُوَاتُهٗ عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ.

''یہ حدیث صحیح ہے، اس کے آخر تک تمام راوی ثقہ ہیں۔''

(الخلافيات، تحت الحديث: ١٦٧٥)

اب غور فرمائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک تابعی، سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو رفع الیدین کرتے دیکھ رہے ہیں اور صحابی رسول اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتا رہے ہیں۔

دلیل نمبر ⑦:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

هَلْ أُرِيكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : هٰكَذَا فَاصْنَعُوا وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

''آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کے لیے رفع الیدین کیا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور رفع الیدین کیا، فرمایا: آپ بھی اسی طرح رفع الیدین کریں، آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

(سنن الدارقطني : ۲۹۲/۱، ح : ۱۱۱۱، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''اس کے راوی ''ثقہ'' ہیں۔''

(التلخيص الحبير : ۲۱۹/۱)

تنبیہ:

اس حدیث کے مفہوم پر تدبر کیا جائے تو بہت سارے مغالطے خود بخود ختم ہو کر رہ جاتے ہیں، مثلا ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ''۱۰ مقامات پر رفع الیدین کا اثبات اور ۱۸ پر نفی موجود ہو تب حدیث کو تسلیم کیا جائے گا''

یہ مغالطہ خطا قرار پائے گا۔ کیونکہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات

کے بعد رفع الیدین کر رہے ہیں، رفع الیدین والی نماز کو رسول اللہ ﷺ کی نماز قرار دے رہے ہیں اور ہمیں بھی رفع الیدین کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں کسی مقام پر عدم رفع الیدین کی نفی کا ذکر ہونا ضروری نہیں، بلکہ جن مقامات پر رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا گیا، صحابہ انہیں مقامات پر رفع الیدین کرتے رہے اور جہاں رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا، وہاں انہوں نے نہیں کیا۔

دلیل نمبر ⑧:

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نماز پڑھی، نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا، تو دس کے دس صحابہ کرام نے بیک زبان کہا:

صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سچ، نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٥/٤٢٤، سنن أبي داوٗد : ٧٣٠، سنن الترمذي : ٣٠٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (٥٨٧)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (١٩٢)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (١٨٦٥) اور حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ١/ ١٩٤) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ (خلاصۃ الاحکام: ١/ ٣٥٣)

علامہ عینی حنفی نے اس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(نخب الافكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار : ٤/١٥٠)

حدیث کے بارے میں:

① علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ مُتَلَقًّى بِالْقُبُولِ، لَا عِلَّةَ لَهٗ، وَقَدْ أَعَلَّهٗ قَوْمٌ بِمَا بَرَّأَهُ اللّٰهُ أَئِمَّةَ الْحَدِيثِ مِنْهُ، وَنَحْنُ نَذْكُرُ مَا عَلَّلُوا بِهٖ، ثُمَّ نُبَيِّنُ فَسَادَ تَعْلِيلِهِمْ وَبُطْلَانِهٖ بِعَوْنِ اللّٰهِ ....

”یہ حدیث ”صحیح“ ہے، اسے امت نے صحت وعمل کے لحاظ سے قبول کیا ہے، اس میں کوئی علت نہیں، ہاں! ایک قوم (مقلدین احناف) نے ایسی علت کے ساتھ معلول کہا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے ائمہ حدیث کو بری کر دیا ہے، ہم ان کی بیان کردہ علتیں ذکر کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے ان کا فساد اور بطلان واضح کریں گے۔“

(تہذیب السنن: ٤١٦/٢)

② امام محمد بن یحییٰ ذہلی ابوعبداللہ، نیسابوری رحمہ اللہ (م ٢٥٨ھ) فرماتے ہیں:

”جو شخص یہ حدیث سننے کے بعد، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرے، اس کی نماز ناقص ہے۔“

(صحيح ابن خزيمة: ٢٩٨/١، وسندهٗ صحيح)

دلیل نمبر ⑨:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

''نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدے میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔''

(مسند أبي يعلى : ٣٩٩/٦، ح : ٣٧٥٢، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

① اس حدیث کا سجدوں میں رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر دلیل ہے۔اس کا مفہوم وترجمہ یہ ہے:

''نبی اکرم ﷺ رکوع (سے پہلے) اور سجود (سجدہ کو جانے سے پہلے رکوع کے بعد قیام) میں رفع الیدین کرتے تھے۔''

یہ روایت اسی سند کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا۔''

(مسند أبي يعلى : ٣٧٩٣)

احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔

دلیل نمبر ⑩:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

''رسولِ اکرم ﷺ جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے، جب رکوع کرتے، تو اسی طرح کرتے، جب سجدہ کو جانے کے لیے (رکوع سے) اٹھتے، تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے، تو اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : ۷۳۸، سندهٗ حسنٌ)

تبصرہ:

یہ حدیث نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرنے پر زبردست دلیل ہے۔ وللہ الحمد!

حدیث کا مفہوم:

① حافظ نووی رحمہ اللہ رَفَعَ لِلسُّجُودِ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يَعْنِي، رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''یعنی اپنا سر رکوع سے اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔۔۔''

(خلاصة الأحكام : ۳۵۲/۱)

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ، وَهُوَ مُفَسَّرٌ لِلرِّوَايَةِ الْأُولَى الَّتِي فِيهَا : وَإِذَا سَجَدَ، وَأَنَّ الْمُرَادَ بِهَا : وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ لِلسُّجُودِ ....

''وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ یہ حدیث پہلی روایت کی تفسیر بیان کرتی ہے، جس میں سجدہ میں جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جب سجدہ کے لیے رکوع سے سر اٹھاتے۔۔۔''

(موافقة الخبر الخبر : ٤١٠/١)

دلیل نمبر ⑪:

امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے ابو نعمان محمد بن فضل رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، میں نے ان سے اس بارہ میں پوچھا تو فرمایا، میں نے امام حماد بن زید رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، میں نے ان سے اس بارہ میں سوال کیا تو فرمایا، میں نے امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، میں نے پوچھا تو فرمایا، میں نے امام عطاء بن ابی رباح کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے

وقت رفع الیدین کرتے تھے، میں نے جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا تو امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا، میں نے (صحابی رسول) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے رفع الیدین کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے (اپنے نانا) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی، آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور (خلیفہ اول) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین فرماتے تھے۔"

(السنن الکبریٰ للبیهقي : ۷۳/۲، الخلافیات : ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، وسندهٗ صحیحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ .

"اس کے راوی ثقہ ہیں۔"

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المہذب فی اختصار السنن الکبیر : ۴۹/۲) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ۲۱۹/۱) نے اس حدیث کے راویوں کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔

قارئین کرام! اس سنہری کڑی پر غور کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی رفع الیدین کرتے تھے، اللہ رب العزت

سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی یہ سنت اپنانے کی توفیق سے نوازے۔ آمین یا ربّ العالمین!

تنبیہ:

ابو جعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بغدادی رحمہ اللہ (۳۱۸) بیان کرتے ہیں:

''میں عراقیوں کے مذہب پر تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ تکبیر اولی کے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

(سنن الدارقطني : ۱/۲۹۲، ح : ۱۱۱۲، وسندهٗ صحيحٌ)

گو کہ خواب دلیل نہیں ہوتے، لیکن وہ احباب جو خواب کی بنا پر بہت سارے معاملات کو اٹھا رکھتے ہیں، ان کو یہ خواب بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

رفع الیدین اور ائمہ حدیث:

① حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْمَوَاضِعِ الْأَرْبَعِ أَصَحُّ وَأَثْبَتُ فَاتِّبَاعُهَا أَوْلٰى .

''چار مقامات پر رفع الیدین کی احادیث ''صحیح'' اور ''اثبت'' ہیں، انہی پر عمل کرنا چاہیے۔''

(شرح السّنة : ۳/۲٤)

② ابو عبداللہ محمد بن جابر فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَّأَبَا يَعْقُوبَ

إِسْحَاقَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ وَأَبَا جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنَ صَالِحٍ الْمِصْرِيَّ وَأَبَا حَمْزَةَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى الذُّهْلِيَّ وَأَبَا زُرْعَةَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ وَأَبَا الْحَسَنِ أَحْمَدَ بْنَ سَيَّارٍ وَّأَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدَ بْنَ نَصْرٍ النِّيسَابُورِيَّ وَقُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ وَهُدْبَةَ ابْنَ خَالِدٍ الْبَصرِيَّ وَنَصْرَ بْنَ عَلِيٍّ وَحَبَّانَ بْنَ مُوسٰى وَأَبَا إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ يَحْيٰى وَالرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ وَمُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى وَعَبْدَ الْأَعْلَى بْنَ حَمَّادٍ وَّعَبَّاسَ ابْنَ الْوَلِيدِ النَّرْسِيَّيْنِ وَمُحَمَّدَ بْنَ الْمُصَفّٰى وَهِشَامَ بْنَ عَمَّارٍ وَّعَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ وَمَحْمُودَ بْنَ خَالِدٍ وَّإِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ وَّأَبَا سَعِيدٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ لَّا يُحْصٰى كَثْرَةً مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمُقْتَدٰى بِهِمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا كَبَّرُوا لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنَاكِبِهِمْ وَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ : فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَإِنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ الْافْتِتَاحِ وَهُوَ أَحَدُ أَعْلَامِكُمُ الَّذِينَ تَقْتَدُونَ بِهٖ قِيلَ لَهٗ : صَدَقْتَ، هُوَ مِنْ كِبَارِ مَنْ يُقْتَدٰى بِهٖ وَيُحْتَجُّ بِهٖ وَهُوَ أَهْلٌ لِّذٰلِكَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَلٰكِنَّكَ لَسْتَ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِقَوْلِهٖ، حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التُّجَيْبِيُّ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ وَهُوَ نَابُ أَصْحَابِ مَالِكٍ بِمِصْرَ وَالْعَالِمُ بِقَوْلِهٖ وَمَا مَاتَ مَالِكٌ عَلَيْهِ فَقَالَ: هٰذَا قَوْلُ مَالِكٍ وَفِعْلُهُ الَّذِي مَاتَ عَلَيْهِ وَهُوَ السُّنَّةُ وَأَنَا عَلَيْهِ وَكَانَ حَرْمَلَةُ عَلٰى هٰذَا.

''میں دیکھا کہ حضرات ائمہ کرام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، ابو یعقوب اسحاق ابن ابراہیم بن مخلد، ابوجعفر احمد بن صالح مصری، ابوحمزۃ محمد بن عبداللہ بن عمر، ابوعبداللہ محمد بن یحی ذہلی، ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم، ابوالحسن احمد بن سیار، ابوعبداللہ احمد بن نصر نیسابوری، قتیبہ بن سعید، ہدبہبن خالد بصری، نصر بن علی، حبان بن موسی، ابوابراہیم اسماعیل بن یحی، ربیع بن سلیمان، محمد بن بشار، محمد بن مثنی، عبدالاعلی بن حماد، عباس بن ولید نرسیین، محمد بن مصفی، ہشام بن عمار، عمرو بن عثمان، محمود بن خالد، اسحاق بن منصور، ابوسعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم رحمہم اللہ اور بے شمار ائمہ مقتدیٰ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کندھوں تک رفع الیدین کرتے تھے۔ امام ابوعبداللہ محمد بن جابر فرماتے ہیں: کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ بھی تو ائمہ مقتدیٰ میں سے ہیں، وہ تو صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع الیدین

کرتے تھے، تو اسے کہا جائے گا: آپ نے صحیح کہا، امام مالک رحمہ اللہ یقیناً قابل اقتداء اور حجت ائمہ کرام میں ہیں، آپ رحمہ اللہ تو اس کے اہل ہیں، لیکن آپ کو ان کے اقوال کا علم نہیں ہے۔ مجھے حرملہ بن عبد اللہ تجیبی نے بتایا کہ انہیں عبد اللہ بن وہب مصری نے بیان کیا کہ انہوں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرتے دیکھا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم رحمہ اللہ، جو کہ مصر میں اصحاب مالک کے نائب تھے اور امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال اور ان کے آخری قول و عمل کو بخوبی جاننے والے تھے، سے ذکر کی، تو فرمانے لگے: امام مالک رحمہ اللہ کا قول تھا اور مرتے دم تک یہی عمل تھا، سنت بھی یہی ہے۔ میں بھی اسی پر کاربند ہوں اور حرملہ رحمہ اللہ بھی اسی پر عمل پیرا تھے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر : ۱۷۹/۵۲، وسندہٗ صحیحٌ)

③ امام ابو الفضل صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ أَبِي : رَأَيْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي عُلَيَّةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَكَانَ حَسَنَ الصَّلَاةِ وَمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ .

''میرے والد محترم (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: میں نے اسماعیل بن ابی علیہ رحمہ اللہ کو رفع الیدین کرتے دیکھا، آپ بہت ہی اچھی نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح معتمر بن سلیمان، عبد الرحمٰن بن مہدی اور یحیی بن سعید رحمہم اللہ کو بھی نماز میں رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل برواية ابنه أبي الفضل صالح : ١٦٥/٣)

④ **ابوالقاسم بغوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدَ ابْنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ ذٰلِكَ .

''میں نے امام ابوعبداللہ احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کانوں کے برابر رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل برواية أبي القاسم البغوي، ص ٤٦)

⑤ **اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

قُلْتُ : كَيْفَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ؟

قَالَ : حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ إِسْحَاقُ كَمَا قَالَ، وَلَا يَفْعَلُ فِي شَيْءٍ مِنَ السُّجُودِ ذٰلِكَ .

''میں نے (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے) پوچھا: نمازی نماز میں رفع الیدین کیسے کرے؟ فرمایا: کندھوں کے برابر۔ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے بھی ایسی ہی بات کی (مگر یہ بھی فرمایا کہ) سجدوں میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرے۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه برواية اسحاق الكوسج : ١٣٠/١)

⑥ **امام ابوالفضل صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

سَأَلْتُهٗ عَنْ رَجُلٍ يبْلِي بِأَرْضٍ يُنْكِرُونَ فِيهَا رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ وَيَنْسِبُونَ إِلَيْهِ الرَّفْضَ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ، هَلْ يَجُوزُ لَهٗ تَرْكُ الرَّفْعِ قَالَ أَبِي: لَا يَتْرُكُ وَلٰكِنْ يُدَارِيهِمْ.

''میں نے آپ (امام احمد بن حنبل) رحمہ اللہ سے ایسے شخص کی بابت سوال کیا، جو کسی ایسے علاقے میں پھنس گیا، جو نماز میں رفع الیدین کے منکر ہیں اور جب کوئی کرے، تو اسے رافضی کہتے ہیں، آیا وہ وہاں رفع الیدین چھوڑ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ چھوڑے، بلکہ ان سے بچ بچاؤ کرے۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح بن أحمد: ٢٦٨/١)

⑦ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ وَلَا مِنَ السَّجْدَتَيْنِ.

''رہا رکوع والا رفع الیدین، تو یہ سنت ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کندھوں تک رفع الیدین کرے، سجدوں یا سجدوں سے اٹھتے وقت ایسا نہ کرے۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه: ٢١٣/١)

⑧ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مستحب است برداشتن دو دست برابر دو دوش نزدیک تکبیر افتتاح و نزدیک رکوع و وقت قیام از رکوع۔''

’’تکبیر تحریمہ، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔‘‘

(المصفّٰی شرح موطأ الإمام مالك : ١/١٠٢)

الحاصل:

رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی متواتر سنت ہے۔امت کا اس پر ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔آپ ﷺ نے کبھی بھی رفع الیدین کو ترک نہیں کیا۔

مانعین رفع الیدین کے شبہات کا رد

رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے، اس کا ترک یا نسخ ثابت نہیں۔

اہل علم کی تصریحات:

رفع الیدین کی احادیث کے متعلق ائمہ اسلام نے جو تصریحات کی ہیں، ان کو دیکھنے سے یہ بات مکمل طور پر کھل جاتی ہے کہ آقائے کریم ﷺ ہمیشہ رفع الیدین پر عمل کرتے رہے ہیں۔ کبھی بھی آپ نے رفع الیدین کو چھوڑا نہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ آثَارٌ مُتَظَاهِرَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسٍ، وَسِوَاهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا يُوجِبُ يَقِينَ الْعِلْمِ.

''یہ احادیث صریح اور متواتر ہیں، جو سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوحمید ساعدی، سیدنا ابوقتادہ، سیدنا وائل بن حجر، سیدنا مالک بن حویرث، سیدنا انس بن مالک اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار: ۹/۳)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) نے رفع الیدین کو "سنت متواترہ" کہا ہے۔

(سیر أعلام النبلاء : ۲۹۳/۵)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

أَحَادِيثُ الرَّفْعِ تَكَادُ تَبْلُغُ التَّوَاتُرَ .

"رفع الیدین کی احادیث متواتر ہیں۔"

(التنبيه على مشكلات الهداية :567/2)

❁ علامہ زرکشی (۷۴۵۔۷۹۴ھ) لکھتے ہیں:

فِي دَعْوٰى أَنَّ أَحَادِيثَ الرَّفْعِ فِيمَا عَدَا التَّحْرِيمِ لَمْ تَبْلُغْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ نَظَرٌ، وَكَلَامُ الْبُخَارِيِّ فِي كِتَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ مُصَرِّحٌ بِبُلُوغِهَا ذٰلِكَ .

"یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کی احادیث درجہ تواتر تک نہیں پہنچیں، جزء رفع الیدین میں امام بخاری کی کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں۔"

(المعتبر في تخريج أحاديث المنهاج والمختصر : ۱۳۶)

❁ علامہ فیروز ابادی رحمہ اللہ (۸۱۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ، وَلِكَثْرَةِ رُوَاتِهٖ شَابَهَ الْمُتَوَاتِرَ، فَقَدْ صَحَّ فِي هٰذَا الْبَابِ أَرْبَعُمِائَةِ خَبَرٍ وَّأَثَرٍ، وَرَوَاهُ الْعَشَرَةُ الْمُبَشَّرَةُ بِالْجَنَّةِ، وَلَمْ يَزَلْ عَلٰى هٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ حَتّٰى رَحَلَ عَنْ هٰذَا الْعَالَمِ، وَلَمْ يَثْبُتْ شَيْءٌ غَيْرُهَا .

’’ان تین مقامات پر رفع الیدین ثابت ہے، راویوں کی کثرت کی بنا پر درجہ تواتر تک پہنچتا ہے۔اس بارے میں چارسو احادیث اور آثار ثابت ہیں۔اسے عشرہ مبشرہ نے بھی روایت کیا ہے۔نبی کریم ﷺ ہمیشہ رفع الیدین کرتے رہے، یہاں تک کہ اس جہان سے رحلت فرما گئے۔اس کے برخلاف کچھ ثابت نہیں۔‘‘

(سفر السعادۃ، ص ٣٤)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

فِي دَعْوَى ابْنِ كَثِيرٍ أَنَّ حَدِيثَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ دُونَ حَدِيثِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ مُتَوَاتِرٌ نَظَرٌ، فَإِنَّ كُلَّ مَنْ رَوَى الْأَوَّلَ رَوَى الثَّانِيَ إِلَّا الْيَسِيرَ .

’’حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ نماز کے شروع والا رفع الیدین متواتر ہے، رکوع والا متواتر نہیں، سوائے کچھ راویوں کے ہر راوی جس نے پہلی رفع الیدین بیان کی، اس نے دوسری رفع الیدین بھی بیان کی ہے۔‘‘

(موافقۃ الخبر الخبر : ٤٠٩/١)

❁ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) نے بھی رفع الیدین کو متواتر قرار دیا ہے۔

(الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة، ص ١٦)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (١٣٥٣ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرٌ إِسْنَادًا وَّعَمَلًا، وَلَا يُشَكُّ فِيهِ، وَلَمْ يُنْسَخْ وَلَا حَرْفٌ مِنْهُ .

”رفع الیدین سند اور عمل کے لحاظ سے متواتر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، نیز اس میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔“

(نيل الفرقدين في رفع اليدين، ص ٢٢)

اجماعِ امت:

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ (۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِّنَ الْأَمْصَارِ يُنْسَبُ إِلٰى أَهْلِهِ الْعِلْمُ قَدِيمًا تَرَكُوا بِإِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا أَهْلَ الْكُوفَةِ .

”ہم کسی علاقے کے متقدمین اہل علم کو نہیں جانتے کہ انہوں نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بالاجماع رفع الیدین ترک کیا ہو، سوائے اہل کوفہ کے۔“

(التمهيد لابن عبد البر : ٢١٣/٩)

حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ مِصْرًا مِّنَ الْأَمْصَارِ تَرَكُوا رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ فِي الصَّلَاةِ إِلَّا الْكُوفِيِّينَ .

”میں دنیا کا کوئی شہر ایسا نہیں جانتا کہ جس میں نمازیوں نے رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین ترک کیا ہو، سوائے کوفیوں کے۔“

(الإقناع في مسائل الإجماع : ٦٦٤)

مانعین کے دلائل کا جائزہ:

مانعین رفع الیدین کے پاس عدم رفع الیدین کی کوئی مرفوع، صحیح اور خاص دلیل نہیں، ان کے عمومی دلائل کا مختصر اور جامع علمی و تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل اول:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے، دوبارہ نہیں کرتے تھے۔''

(مسند الامام احمد : ۳۸۸/۱ ، ٤٤١، سنن أبي داوٗد : ۷٤۸، سنن النسائي : ۱۰۲۷، سنن الترمذي : ۲۵۷)

تبصرہ:

① روایت ''ضعیف'' ہے، اس میں سفیان ثوری بالاجماع ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

مسلم اصول ہے کہ جب ''ثقہ مدلس'' بخاری و مسلم کے علاوہ ''عن'' یا ''قال'' کے الفاظ سے حدیث بیان کرے، تو وہ ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (۱۸۱ھ) نے ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ (۱۸۳ھ) سے پوچھا، آپ ''تدلیس'' کیوں کرتے ہیں؟ تو کہا:

إِنَّ كَبِيرَيْكَ قَدْ دَلَّسَا، الْأَعْمَشَ وَسُفْيَانَ.

''آپ کے بڑے، اعمش اور سفیان رحمہما اللہ بھی تدلیس کرتے تھے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : ۹۵/۱، ۱۳۵/۷، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

سُفْيَانُ مِنَ الْمُدَلِّسِينَ، وَالْمُدَلِّسُ لَا يُحْتَجُّ بِعَنْعَنَتِهٖ إِلَّا أَنْ يَثْبُتَ سَمَاعُهٗ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ.

''سفیان مدلس ہیں اور مدلس کی بصیغہ عن روایت حجت نہیں، الا یہ کہ دوسری سند میں سماع ثابت ہو جائے۔''

(عمدة القاري : ١١٢/٣)

② یہ ''ضعیف'' روایت عام ہے، جبکہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے متعلق احادیث خاص ہیں، خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ حدیث عدمِ رفع الیدین کے ثبوت پر دلیل نہیں بن سکتی۔

③ مانعینِ رفع الیدین خود وتروں اور عیدین میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کر کے یہ ثبوت فراہم کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ محدثین کی نظر میں:

① عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ.

''میرے نزدیک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٢٥٦، سنن الدارقطني : ٣٩٣/١، السنن الكبرٰى للبيهقي : ٧٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ.

”یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں۔“

③ امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ .

”یہ غلطی ہے۔“

(العِلَل : ٩٦/١)

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ قَوْلُ مَنْ قَالَ : ثُمَّ لَمْ يُعَدَّ مَحْفُوظًا .

”جس نے دوبارہ رفع الیدین نہ کرنے کے الفاظ کہے، اس کی روایت محفوظ نہیں۔“

(العِلَل : ١٧٣/٥)

⑤ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي الْحَقِيقَةِ أَضْعَفُ شَيْءٍ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، لِأَنَّ لَهُ عِلَلًا تُبْطِلُهُ .

”درحقیقت یہ ضعیف ترین روایت ہے، بعض اس پر اعتماد کرتے ہیں، حالانکہ اس میں کئی علتیں ہیں، جو اسے باطل قرار دیتی ہیں۔“

(التلخيص الحبير لابن حجر : ٢٢٢/١)

⑥ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ حدیث براء بن عازب اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَانِ حَدِيثَانِ مَعْلُولَانِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

”یہ دونوں احادیث محدثین کے نزدیک معلول (ضعیف) ہیں۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : ٢١٥/٩)

⑦ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المغني : ۱/۳۵۸)

تنبیہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ کے حسن پر تبصرہ کرتے ہوئے علمائے احناف لکھتے ہیں:

''ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''العلم المشهور'' میں کہا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کتنی ہی موضوع (من گھڑت) اور ''ضعیف'' سندوں والی احادیث کو ''حسن'' کہہ دیا ہے۔''

(نصب الراية للزيلعي : ۲/۲۱۷، البناية للعيني : ۲/۸۶۹، مقالات الکوثری: ۳۱۱، صفائح اللجین از احمد رضا خان بریلوی: ۲۹)

اہل علم جانتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی مراد اس سے اصطلاحی ''حسن'' نہیں بلکہ ایسی ضعیف حدیث جس کی ایک ہی سند ہو، اسے بھی حسن کہہ دیتے ہیں، یہ امام صاحب کا خاص صنیع ہے، جو کہ اسی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

رفع الیدین امام ترمذی رحمہ اللہ کی نظر میں:

اب امام ترمذی رحمہ اللہ کی رفع الیدین کے متعلق تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ .

''وہ احادیث جن میں رکوع کے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے۔''

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّــلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ، وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهٖ : وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ...... وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْـرَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَجَابِرٍ وَعُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ أَبُو عِيسٰى : حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَبِهٰذَا يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ، وَمِنَ التَّابِعِينَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَطَاوٗسٌ وَمُجَاهِدٌ وَنَافِعٌ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ، وَبِهٖ يَقُولُ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ : قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَذَكَرَ حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي

أَوَّلِ مَرَّةٍ ...... كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَرىٰ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّـلَاةِ، وَقَالَ يَحْيَى : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : كَانَ مَعْمَرٌ يَرىٰ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّـلَاةِ، وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ : كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعُمَرُ بْنُ هَارُونَ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ.

''سالم اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔آپ نماز شروع کرتے ، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے،اس مسئلے میں سیدنا عمر،سیدنا علی،سیدنا وائل بن حجر،سیدنا مالک بن حویرث،سیدنا انس،سیدنا ابو ہریرہ،سیدنا ابوحمید،سیدنا ابواُسید،سیدنا سہل بن سعد،سیدنا محمد بن مسلمہ، سیدنا ابوقتادہ ،سیدنا ابوموسیٰ اشعری ، سیدنا جابر ، سیدنا عمیر لیثی رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔بعض اہل علم صحابہ کا یہی مذہب ہے۔

ان میں سیدنا عبداللہ بن عمر،سیدنا جابر بن عبداللہ،سیدنا ابو ہریرہ،سیدنا انس، سیدنا عبداللہ بن عباس،سیدنا عبداللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔تابعین عظام میں سے حسن بصری،عطاء بن ابی رباح،طاؤس،مجاہد، نافع،سالم بن

عبداللہ، سعید بن جبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ مالک، معمر، اوزاعی، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ وغیرہم رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رفع الیدین کرنے والوں کی دلیل، حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ثابت ہے جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں۔ جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی دفعہ رفع الیدین کیا، امام مالک بن انس رحمہ اللہ بھی نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے۔ یحییٰ کہتے ہیں: ہمیں امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے بیان کیا: معمر رحمہ اللہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ میں نے جارود بن معاذ کو بیان کرتے سنا کہ سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون اور نضر بن شمیل نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

(سنن الترمذي : ٢٥٧)

اسے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے غیر ثابت قرار دیا، پھر خود ہی اس کی تحسین کر دی، بھلا اصطلاح محدثین میں غیر ثابت بھی حسن ہوتی ہے؟

اس راوایت پر ایک الزامی اعتراض بھی کھڑا کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ حنفی احباب جرابوں کے مسح والی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کے ساتھ ساتھ ''صحیح'' بھی کہا ہے۔؟ فَاعْتَبِرُوا ......

دلیل دوم:

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا لِي

أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ .

''رسولِ کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں آپ کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون اختیار کریں۔''

(صحيح مسلم : ٤٣٠)

تبصرہ:

الف: اس ''صحیح'' حدیث میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی نہیں ہے، بلکہ محدثین کرام کا اجماع ہے کہ اس کا تعلق تشہد اور سلام سے ہے، نہ کہ قیام کے ساتھ۔

کیونکہ یہی روایت اختصار کے ساتھ مسند الامام احمد (۵/ ۹۳) میں بھی موجود ہے، جس میں وَهُمْ قُعُودٌ (آپ ﷺ نے یہ فرمان اس حال میں جاری فرمایا کہ صحابہ کرام تشہد میں بیٹھے ہوئے تھے) کے الفاظ ہیں، اس کی وضاحت و تائید دوسری روایت میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟

إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيهِ مَنْ عَلٰى يَمِينِهٖ، وَشِمَالِهٖ .

''ہم رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے، تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے، راوی حدیث نے ہاتھ کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوں اشارہ کیوں کرتے ہو، جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ آپ کے لئے کافی ہے کہ ہاتھ اپنی ران پر رکھیں، پھر اپنے بھائی (ساتھ نماز پڑھنے والے) پر دائیں اور بائیں سلام کہیں۔''

(صحیح مسلم : ٤٣١)

اس حدیث نے اوپر والی حدیث کا مطلب واضح کر دیا، محدثین کا فہم سونے پر سہاگہ ہے، اس سے رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ درست نہیں، کیوں کہ کسی محدث نے یہ حدیث عدم رفع الیدین کے لیے پیش نہیں کی، نیز یہ کہ مومن کیسے تسلیم کر لے کہ جو کام نبی کریم ﷺ پہلے خود کرتے رہے، وہی کام صحابہ کو کرتے دیکھا، تو سرکش گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دے دی؟

علمائے احناف اور حدیث مذکور:

① اس حدیث کے بارے میں مولانا محمود الحسن دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''باقی اذنابِ خیل کی روایت سے جواب دینا از روئے انصاف درست نہیں، کیونکہ وہ سلام کے بارے میں ہے۔''

(تقاریر شیخ الہند: ٦٥، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

② مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے، کیونکہ ابن القبطیہ کی روایت میں سلام کے وقت کی جو تصریح موجود ہے، اس کی موجودگی میں ظاہر اور متبادر یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام سے متعلق ہے اور دونوں حدیثوں کو الگ الگ قرار دینا جب کہ دونوں کا راوی بھی ایک ہے اور متن بھی قریب قریب ہے، بُعد سے خالی نہیں، حقیقت یہی ہے کہ حدیث ایک ہی ہے اور رفع عند السلام سے متعلق ہے، ابن القبطیہ کا طریق مفصل ہے اور دوسرا طریق مختصر و مجمل، لٰہذا دوسرے طریق کو پہلے طریق پر ہی محمول کرنا چاہیے، شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت (انور) شاہ صاحب (کشمیری) نور اللہ مرقدہ اس حدیث کو حنفیہ کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔“

(درس ترمذی از تقی : ۳۶/۲)

مذکور بالا حدیث کے متعلق:

① علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَأَنَّ الْأَمْرَ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ يُنَافِي الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْوٰى، لِأَنَّهٗ قَدْ جَاءَ فِي

رِوَايَةٍ أُخْرٰى لِمُسْلِمٍ عَنْهُ، قَالَ : صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا، قُلْنَا بِأَيْدِينَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : مَا لَكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهٖ، وَلَا يُؤْمِي بِيَدِهٖ، وَأَيْضًا فَلَا نُسَلِّمُ أَنَّ الْأَمْرَ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ يُنَافِي الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ، لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالسُّكُونِ لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْهُ تَرْكَ الْحَرْكَةِ فِي الصَّلَاةِ مُطْلَقًا، بَلِ الْحَرْكَةُ الْمُنَافِيَةُ لِلصَّلَاةِ بِدَلِيلٍ شُرِعَ الْحَرْكَةُ لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ وَتَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ، فَإِنْ قِيلَ : خَرَجَ ذٰلِكَ بِدَلِيلٍ، قِيلَ : وَكَذٰلِكَ خَرَجَ الرَّفْعُ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ مِنْهُ بِدَلِيلٍ، فَعُلِمَ أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ الْإِشَارَةُ بِالسَّلَامِ بِالْيَدِ .

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم والی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا اور نماز میں سکون کا حکم فرمایا، نیز یہ کہنا کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے منافی ہے، یہ استدلال قوی نہیں ، کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے، ہم (صحابہ)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے تھے، ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں سے (اشارہ کرکے) السلام علیکم کہتے، رسولِ کریم ﷺ نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا، کیا بات ہے آپ ہاتھوں کے ساتھ ایسے اشارہ کرتے ہیں، جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہوں، سلام پھیریں تو (ساتھ والے) بھائی کی طرف منہ کرکے پھیریں، ہاتھ سے اشارہ نہ کریں۔

اسی طرح ہمیں یہ بھی تسلیم نہیں کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی کرتا ہے، کیونکہ سکون سے مراد یہ نہیں کہ نماز میں بالکل حرکت ختم کر دی جائے، بلکہ نماز کے منافی حرکت کی نفی ہے، دلیل ہے کہ رکوع، سجدہ، تکبیر تحریمہ، قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین مشروع ہے (وہ بھی تو حرکت ہے)۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حرکت دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی، تو اسے کہا جائے گا کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین بھی دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس (صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ) سے مراد سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔''

(التنبیه علی مشکلات الهدایة : ۲/۵۷۰۔۵۷۱)

④ علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ (۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، فَلَا تَعَلُّقَ لَهٗ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرِ، وَلٰكِنَّهٗ ذِكْرٌ لِّلرَّدِّ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيهِمْ فِي

حَالَةِ السَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ، وَيُشِيرُونَ بِهَا إِلَى الْجَانِبَيْنِ مُسْلِمِينَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهُمْ، فَنُهُوا عَنْ ذٰلِكَ، وَقَدْ وَقَعَ صَرِيحًا كَذٰلِكَ فِي رِوَايَةٍ عِنْدَ مُسْلِمٍ : كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....

''رہی سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، تو اس کا تکبیرات میں رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس میں تو ان پر رد ہے، جو سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور اپنی دونوں طرف اردگرد والوں پر سلام کہتے ہوئے اشارہ کرتے تھے، انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ایسی ہی صراحت موجود ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے......۔''

(النفخ الشذي في شرح جامع الترمذي : ٣٩٨/٤)

③ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۷۲۳۔۸۰۴ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

هُوَ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، فَجَعَلَهُ مُعَارِضًا لِّمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَقْبَحِ الْجِهَالَاتِ لِسُنَّةِ سَيِّدِنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَرِدْ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ، وَإِنَّمَا كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي حَالَةِ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ وَيُشِيرُونَ بِهَا إِلَى الْجَانِبَيْنِ، يُرِيدُونَ بِذٰلِكَ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَلَى الْجَانِبَيْنِ، وَهٰذَا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ،

وَمَنْ لَهٗ أَدْنَى اخْتِلَاطٌ بِأَهْلِهٖ، وَبُرْهَانُ ذٰلِكَ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ رَوَاهُ فِي صَحِيحِهٖ مِنْ طَرِيقَيْنِ ....

''جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہماری پیش کردہ روایاتِ (رفع الیدین) کے مخالف اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے قبیح ترین جہالت ہے، کیونکہ یہ حدیث رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بارے میں نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ صحابہ کرام سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دونوں طرف اشارہ کرتے، وہ اس سے سلام کا ارادہ کرتے تھے، اس بارے میں محدثین اور ان سے ادنیٰ متعلقین میں بھی کوئی اختلاف نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دو سندوں سے روایت کیا ہے......۔''

(البدر المنیر : ۳/۴۸۵)

④ شارحِ مسلم حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فَاحْتِجَاجُهُمْ بِهٖ مِنْ أَعْجَبِ الْأَشْيَاءِ وَأَقْبَحِ أَنْوَاعِ الْجَهَالَةِ بِالسُّنَّةِ لِأَنَّ الْحَدِيثَ لَمْ يَرِدْ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ لٰكِنَّهُمْ كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي حَالَةِ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ وَيُشِيرُونَ بِهَا إِلَى الْجَانِبَيْنِ وَيُرِيدُونَ بِذٰلِكَ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَنِ الْجَانِبَيْنِ وَهٰذَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَمَنْ لَهٗ أَدْنَى اخْتِلَاطٍ بِأَهْلِ الْحَدِيثِ وَيُبَيِّنُهٗ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ رَوَاهُ فِي

صَحِيحِهِ مِنْ طَرِيقَينَ ....

''رہی سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو ان (احناف) کا اس سے دلیل لینا عجوبہ اور سنتِ رسول سے جہالت کا انتہائی برا نمونہ ہے، کیونکہ یہ حدیث رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے بارے میں نہیں، بلکہ صحابہ نماز سے سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھاتے اور ان کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کرتے، ان کا ارادہ دونوں جانب سلام کا ہوتا، اس بارے میں محدثین اور ان سے ادنیٰ تعلق رکھنے والوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں، اس کی وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دوسندوں سے روایت کیا ہے۔''

(المجموع شرح المهذب : ۴۰۳/۳)

⑤ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (م۳۵۴ھ) نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُقْتَضِي لِلَّفْظَةِ الْمُخْتَصَرَةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهَا بِأَنَّ الْقَوْمَ إِنَّمَا أُمِرُوا بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِالتَّسْلِيمِ دُونَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ .

''حدیث بیان کرتی ہے کہ ذکر کردہ مختصر الفاظ سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کو نماز میں سلام کا اشارہ کرتے وقت سکون کا حکم دیا گیا تھا، نہ کہ رکوع میں رفع الیدین کے وقت۔''

(صحيح ابن حبان، قبل الحديث : ۱۸۸۰)

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِي التَّشَهُّدِ لَا فِي الْقِيَامِ كَانَ يُسَلِّمُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي التَّشَهُّدِ، وَلَا يَحْتَجُّ بِمِثْلِ هٰذَا مَنْ لَهٗ حَظٌّ مِنَ الْعِلْمِ، هٰذَا مَعْرُوفٌ مَشْهُورٌ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَلَوْ كَانَ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ لَكَانَ رَفْعُ الْأَيْدِي فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ، وَأَيْضًا تَكْبِيرَاتُ صَلَاةِ الْعِيدِ مَنْهِيًّا عَنْهَا؛ لِأَنَّهٗ لَمْ يَسْتَثْنِ رَفْعًا دُونَ رَفْعٍ، وَقَدْ بَيَّنَهٗ حَدِيثٌ ....

''یہ حدیث تشہد بارے تھی، نہ کہ قیام کے بارے، صحابہ کرام (ہاتھ اٹھا کر) ایک دوسرے پر سلام کہتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے تشہد میں ہاتھ اٹھانے سے منع فرما دیا، اس حدیث سے کوئی بھی ایسا شخص (رفع الیدین کی ممانعت پر) دلیل نہیں لے گا، جسے علم کا کچھ حصہ نصیب ہوا ہو، یہ بات مشہور و معروف ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اگر بات ایسے ہوتی، جیسے یہ (مانعین رفع الیدین) کہتے ہیں، تو پہلی تکبیر اور تکبیرات عید کے ساتھ بھی منع ہونا چاہیے تھا، (اس حدیث میں) آپ ﷺ نے رفع الیدین کا کوئی موقع مستثنیٰ نہیں فرمایا، پھر (دوسری) حدیث نے بھی اس کی وضاحت کر دی ہے۔''

(جزء رفع اليدين، ص ٦١-٦٢)

ب: اگر رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی ہے، تو شروع نماز میں، نیز وتر اور عیدین کا رفع الیدین کیوں کیا جاتا ہے؟ شروع نماز میں رفع الیدین نماز میں داخل

ہے، جیسا کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے، تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : ٣٩١)

اور یہ بات تو مسلم ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام:

حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بلا اختلاف سلام کے ساتھ ہے، اس سے عدم رفع الیدین پر دلیل لینے والا امام بخاری، حافظ نووی اور حافظ ابن ملقن رحمہم اللہ کے نزدیک لاعلم اور محمود الحسن دیوبندی و تقی عثمانی دیوبندی صاحبان کے نزدیک ''ناانصاف'' ہے۔

محدث بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي ذٰلِك دلَالَةٌ لَهُمْ إِنَّمَا هُوَ خَبَرٌ مُجْمَلٌ بَيْنَهٗ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عِنْدَ مُسْلِمٍ أَيْضًا فِي الصَّحِيحِ عَنْهُ .

''اس حدیث میں ان (منکرین رفع الیدین) کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ مجمل ہے، جس کا بیان صحیح مسلم ہی کی دوسری سند میں اسی راوی (سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے) ہو جاتا ہے۔''

(مختصر خلافيات البيهقي : ٨٢/٢)

امام اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا حُجَّةَ فِيهِ لِأَنَّ الَّذِي نَهَاهُمْ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُهُ لِأَنَّهُ مُحَالٌ أَنْ يَنْهَاهُمْ عَمَّا سَنَّ لَهُمْ وَإِنَّمَا رَآى أَقْوَامًا يَعْبَثُونَ بِأَيْدِيهِمْ وَيرْفَعُونَهَا فِي غَيْرِ مَوَاضِعِ الرَّفْعِ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَكَانَ فِي الْعَرَبِ الْقَادِمِينَ وَالْأَعْرَابِ مَنْ لَا يَعْرِفُ حُدُودَ دِينِهٖ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا وَبُعِثَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلِّمًا فَلَمَّا رَآهُمْ يَعْبَثُونَ بِأَيْدِيهِمْ فِي الصَّلَاةِ نَهَاهُمْ وَأَمَرَهُمْ بِالسُّكُونِ فِيهَا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ هٰذَا الْبَابِ فِي شَيْءٍ .

’’اس حدیث میں (منکرین رفع الیدین کے لیے) کوئی دلیل نہیں، کیوں کہ جس عمل سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کیا تھا، وہ ایسا عمل نہیں تھا، جو آپ خود کرتے تھے، کیوں کہ یہ محال ہے کہ ایک عمل، جسے آپ خود لوگوں کے لیے سنت بنائیں اور پھر اسی سے منع کر دیں۔ درحقیقت آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے فضول اشارے کرتے اور جن مقامات میں ہاتھ اٹھانے تھے، ان سے ہٹ کر اٹھاتے دیکھا، تو اس سے منع فرما دیا۔ عرب اور دیہاتیوں میں کچھ ایسے افراد بھی موجود تھے، جو نماز اور نماز کے علاوہ دین کی حدود سے ناآشنا تھے، نبی کریم ﷺ بہ طور استاذ مبعوث ہوئے تھا، لہٰذا آپ نے جنہیں نماز میں اپنے ہاتھوں کو بے فائدہ ہلاتے دیکھا، انہیں روک دیا اور نماز میں سکون کرنے کا حکم دیا۔ اس کا اس (ترک رفع الیدین) سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : ٢٢١/٩ـ٢٢٢)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدِ احْتَجَّ بَعْضُ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي مَنْعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ، وَلَيْسَ لَهُمْ فِيهِ حُجَّةٌ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مُفَسَّرًا بَعْدَ حَدِيثَيْنِ، قَالَ جَابِرٌ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا: اَلسَّلَام عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهٖ وَلَا يُومِءُ بِيَدِهٖ»، فَبَانَ بِهٰذَا أَنَّهُ لَيْسَ لِرَفْعِ الْأَيْدِي لِلتَّكْبِيرِ.

''بعض اصحاب ابی حنیفہ نے اس حدیث سے رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرنے پر استدلال کیا ہے، جب کہ اس میں ان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ (یہ مجمل ہے اور) یہی حدیث (صحیح مسلم میں) دو احادیث کے بعد مفسر ذکر ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی، ہم اپنے ہاتھوں کے اشارے سے سلام پھیرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا، تو گویا ہوئے: ''آپ کیا کرتے ہیں، ایسے اشارے کر رہے ہو، جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں۔ کوئی سلام پھرے، تو اپنے ساتھی کی طرف منہ کرے، ہاتھ کا اشارہ نہ

کرے۔'' اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ حدیث تکبیرات میں رفع الیدین سے متعلق نہیں ہے۔''

(كشف المشكل من حديث الصحيحين : ١/٤٥٦)

شارح بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

لَا دَلِيلَ فِيهِ عَلٰى مَنْعِ الرَّفْعِ عَلَى الْهَيْئَةِ الْمَخْصُوصَةِ فِي الْمَوْضِعِ الْمَخْصُوصِ وَهُوَ الرُّكُوعُ وَالرَّفْعُ مِنْهُ، لِأَنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَبَيَانُ ذٰلِكَ أَنَّ مُسْلِمًا رَوَاهُ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ .

''اس حدیث میں مخصوص حالت میں مخصوص مقام یعنی رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی ممانعت کوئی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے، جسے تفصیلاً امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے۔''

(التلخيص الحبير : ١/٢٢١، ح : ٣٢٨)

علامہ ابو الحسن، سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ : إِنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ نَاسِخٌ رَفْعَ غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْافْتِتَاحِ فَهُوَ قَوْلٌ بِلَا دَلِيلٍ، بَلْ لَوْ فُرِضَ فِي الْبَابِ نَسْخٌ فَيَكُونُ الْأَمْرُ بِعَكْسِ مَا قَالُوا أَوْلٰى مِمَّا قَالُوا فَإِنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَوَائِلَ بْنَ حُجْرٍ مِنْ رُوَاةِ الرَّفْعِ مِمَّنْ صَلّٰى مَعَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ عُمُرِهِ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعُ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ دَلِيلٌ عَلٰى تَأَخُّرِ الرَّفْعِ وَبُطْلَانِ دَعْوٰى نَسْخِهِ فَإِنْ كَانَ هُنَاكَ نَسْخٌ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَنْسُوخُ تَرْكَ الرَّفْعِ كَيْفَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكٌ هٰكَذَا جِلْسَةَ الِاسْتِرَاحَةِ فَحَمَلُوهَا عَلٰى أَنَّهَا كَانَتْ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فِي سِنِّ الْكِبَرِ فَهِيَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا فَلَا تَكُونَ سُنَّةً وَهٰذَا يَقْتَضِي أَنْ لَا يَكُونَ الرَّفْعُ الَّذِي رَوَاهُ ثَانِيًا مَنْسُوخًا لِكَوْنِهِ آخِرَ عُمُرِهِ عِنْدَهُمْ فَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ قَرِيبٌ مِنَ التَّنَاقُضِ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ : صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَبِالْجُمْلَةِ فَالْأَقْرَبُ : الْقَوْلُ بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَيْنِ وَالرَّفْعُ أَقْوَى وَأَكْثَرُ .

''جن حضرات نے کہا ہے کہ یہ حدیث نماز کے شروع کے علاوہ باقی جگہ رفع الیدین کی منسوخیت کی دلیل ہے، ان کے یہ بات محتاج دلیل ہے۔ بالفرض اگر رفع الیدین میں نسخ تسلیم بھی کرلیں، تب بھی معاملہ ان (احناف) کے قول کے تناقض کی وجہ سے ان کے مؤقف سے اولیٰ ہوگا، کیوں کہ مالک بن حویرث اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما ان راویانِ رفع الیدین میں سے ہیں، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری عمر میں نماز پڑھی۔ لہٰذا ان دونوں کا رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین بیان کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل

ہونے اور دعویٰ نسخ کے بطلان کی دلیل ہے۔ اگر نسخ مانا جائے، تو منسوخیت ترک رفع الیدین کی ہونی چاہیے۔ دیکھئے کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہی جلسہ استراحت کے راوی ہیں، وہاں انہوں (احناف) نے اسے (جلسہ استراحت کو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر یعنی بڑھاپے پر محمول کرلیا کہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادۃً نہیں کیا، لہٰذا اسے سنت نہیں کہہ سکتے۔

اس کا تقاضا ہے کہ یہ رفع الیدین، جسے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ دوسری بار روایت کررہے ہیں، بھی ان (احناف) کے ہاں منسوخ نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا رفع الیدین کو منسوخ کہنا تناقض سے خالی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے فرمایا: نماز میرے طریقے کے مطابق پڑھیں۔ ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں، لیکن رفع الیدین کرنا زیادہ قوی اور بہتر ہے۔“

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه: ٢٨٢/١)

دلیل ثالث:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا ...... حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَا يَرْفَعُهُمَا ....

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو کندھوں

کے برابر رفع الیدین کرتے ...... رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

(صحيح أبي عوانة : ٢/٩٠)

تبصرہ:

① کسی محدث نے اس حدیث کو رفع الیدین نہ کرنے پر پیش نہیں کیا۔

دراصل لَا يَرْفَعُهُمَا والے الفاظ کا تعلق اگلے الفاظ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ کے ساتھ تھا، اصل میں یوں تھا: وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ''آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

بعض نے ان الفاظ کے شروع سے ''واؤ'' گرا کر اس کا تعلق پچھلی عبارت سے جوڑنے کی کوشش کی ہے، جبکہ یہ ''واؤ'' مسند ابی عوانہ کے دوسرے نسخوں میں موجود ہے۔

② اس کے راوی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہی روایت ان کے چھ ثقہ شاگرد وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے) کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

(صحيح مسلم : ٣٩٠)

③ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ بعض راویوں نے لَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ کے الفاظ روایت کیے ہیں، جبکہ معنی ایک ہی ہے، آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

④ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے:

بَيَانُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ بِحِذَاءِ مَنْكِبَيْهِ، وَلِلرُّكُوعِ وَلِرَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَأَنَّهُ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

''نماز کے شروع میں تکبیر سے پہلے، رکوع کے لیے اور رکوع سے سر اٹھانے کے لیے رفع الیدین کا بیان اور اس کا بیان کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک محدث رفع الیدین کے ثبوت کا باب قائم کرے اور حدیث وہ لائے جس سے رفع الیدین کی نفی ہو رہی ہو۔

⑤ خود امام ابوعوانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ کی روایات جن میں رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا ثبوت ہے، اسی روایت کی طرح ہیں، لہٰذا یہ حدیث رفع الیدین کے ثبوت پر چوٹی کی دلیل ہے۔ والحمدللہ!

دلیل چہارم:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے

وقت رفع الیدین نہیں کرتے تھے، نہ ہی سجدوں کے درمیان کرتے تھے۔“

(مسند الحميدي : ٢/٢٧٧، ح : ٦١٤)

تبصرہ:

اس حدیث سے عدمِ رفع الیدین پر دلیل نہیں لی جا سکتی، کیونکہ مسند الحمیدی کے جس نسخہ سے یہ روایت ذکر کی گئی ہے، وہ نسخہ اغلاط کا ملغوبہ ہے، جو حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی صاحب کی تحقیق سے چھپا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ایک بڑا نفیس واعلیٰ اور معتمد علیہا نسخہ ظاہریہ ۶۰۳ھ، جس کے ناسخ محدث احمد بن عبد الخالق ہیں، دوسرا نسخہ ظاہریہ ۶۸۹ھ، جس کے ناسخ احمد بن نصر دقوقی ہیں، ان دونوں قدیم نسخوں کو چھوڑ کر ایک ایسے نسخہ محرفہ پر اعتماد کر لیا گیا ہے، جس کا کوئی صفحہ غلطیوں سے خالی نہیں ہے۔

مسند الحمیدی والی یہی حدیث المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم لأبی نعیم الاصبھانی (۲/ ۱۲) پر ان الفاظ کے ساتھ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، اَللَّفْظُ لِلْحُمَيْدِيِّ.

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے یہ روایت امام حمیدی کے الفاظ کے ساتھ ذکر کی، لیکن اس میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا اثبات ہے، یہ روایت حبیب

الرحمٰن اعظمی صاحب کے رد میں بڑی زبردست دلیل ہے، کسی محدث یا حنفی امام نے ان دیوبندیوں سے پہلے اس روایت کو عدم رفع الیدین کے لیے پیش نہیں کیا، کیوں؟ جبکہ مسند الحمیدی ہر دور میں متداول رہی ہے۔

معلوم ہوا کہ مسند الحمیدی والی حدیث عدم کے بجائے اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے۔

دلیل پنجم:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيبٍ مِّنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے، تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع الیدین کرتے، پھر دوبارہ نہ کرتے۔“

(سنن أبي داوٗد : ٧٤٩، سنن الدارقطني : ١/٢٩٣، مسند أبي يعلٰى : ١٦٩٠)

تبصرہ:

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، حفاظ محدثین کا اس حدیث کے ”ضعف“ پر اجماع واتفاق ہے، اس کا راوی یزید بن ابی زیاد جمہور کے نزدیک ”ضعیف وسیء الحفظ“ ہے، نیز یہ ”مدلس“ اور ”مختلط“ ہے، تلقین بھی قبول کرتا تھا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ، كَبِرَ، فَتَغَيَّرَ وَصَارَ يَتَلَقَّنُ وَكَانَ شِيعِيًّا.

”یہ ضعیف ہے، بڑی عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ تلقین قبول کرنے

لگا تھا، یہ شیعہ بھی تھا۔‘‘

(تقريب التّهذيب : ٧٧١٧)

نیز لکھتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰى تَضْعِيفِ حَدِيثِهٖ .

’’جمہور محدثین اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔‘‘

(هدى السّاري : ٤٥٩)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ لَا سِيَّمَا وَقَدْ خَالَفَ بِرِوَايَتِهِ الثِّقَاتَ .

’’اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے، خصوصاً جب ثقات کی مخالفت کرے۔‘‘

(شرح صحيح مسلم : ١٠٨/٧، ٣٠٦/١)

نیز فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

’’باتفاق محدثین ’’ضعیف‘‘ ہے۔

(المَجموع شرح المهذب : ١٩٥/٧)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

’’جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔‘‘

(مجمع الزّوائد : ٢٥٦/٧، ١٢١/٨)

محمد بن مفلح مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

”اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“

(كتاب الفروع : ٥/٥٢٨، ٢٠/٦)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ فِي الْمُتَابَعَاتِ وَضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”یزید بن ابی زیاد کی حدیث امام مسلم رحمہ اللہ نے متابعات میں بیان کی ہے، جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(زوائد ابن ماجه : ٥٤٩/٢)

مشہور لغوی، علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ (٨١٧ھ) فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ كَثِيرُونَ، وَأَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ مُتَابَعَةً .

”اسے اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس سے متابعت و شواہد میں روایت لی ہے۔“

(تنزيه الشّريعة لابن عراق : ٣٣٤/٢)

احمد قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

”باتفاق محدثین ”ضعیف“ ہے۔

(إرشاد السّاري لشرح صحيح البخاري : ١٠٢/٣)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُخْرَجُ مِنْهُ فِي الصَّحِيحِ، ضَعِيفٌ، يُخْطِئُ كَثِيرًا .

''کسی صحیح کتاب میں اس کی حدیث بیان نہیں کی جائے گی، یہ ضعیف ہے اور بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔''

(سؤالات البرقاني : ٥٦١)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِالْمُتْقِنِ، فَلِذَا لَمْ يَحْتَجَّ بِهِ الشَّيْخَانِ .

''وہ پختہ راوی نہیں، اسی لیے شیخین (بخاری و مسلم) نے اس سے حجت نہیں لی۔''

(سير أعلام النّبلاء : ١٢٩/٦)

نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمُعْتَمَدٍ .

''یہ راوی قابل اعتماد نہیں ہے۔''

(تلخيص المستدرك : ٢١٨/٣، ح : ٤٨٩٥)

یہ صحیح مسلم کا راوی نہیں ہے، امام مسلم نے اس سے مقروناً روایت لی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ هُوَ مِمَّنْ قَدِ اتَّقَى حَدِيثَهُ النَّاسُ وَالْاِحْتِجَاجَ بِخَبَرِهٖ إِذَا تَفَرَّدَ لِلَّذِينَ اعْتَبَرُوا عَلَيْهِ مِنْ سُوءِ الْحِفْظِ وَالْمُتُونِ فِي رِوَايَاتِهِ الَّتِي يَرْوِيهَا .

''یہ یزید ان رواۃ میں سے ہے، جن کی حدیث لینے اور اس سے حجت پکڑنے سے محدثین نے پرہیز کیا ہے۔ جب متفرد ہو، تو محدثین نے اسے اپنی روایات

میں ''سیء الحفظ'' کہا ہے۔''

(التّمییز، ص ٢١٥)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ بِالْحَافِظِ، لَيْسَ بِذَاكَ .

''یزید بن ابی زیاد حافظ نہیں تھا، حدیث کی روایت کے قابل نہ تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٦٥/٩)

نیز فرماتے ہیں:

حَدِيثُهُ لَيْسَ بِذَاكَ .

''اس کی حدیث کچھ نہیں ہے۔''

(الضعفاء الكبير للعقيلي : ٣٠٨/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ .

''یہ قوی نہیں تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٦٥/٩)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيِّنٌ، يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''کمزور راوی ہے، اس کی حدیث (متابعات میں) لکھی جائے گی، اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٦٥/٩)

حافظ جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُهُمْ يُضَعِّفُونَ حَدِيثَهٗ .

''میں نے محدثین کو اس کی حدیث ''ضعیف'' قرار دیتے سنا ہے۔''

(أحوال الرّجال : ١٣٥)

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ .

''یہ قوی نہیں ہے۔''

(الضعفاء والمتروكون : ٦٥١)

نیز فرماتے ہیں:

لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهٖ .

''اس کی حدیث قابل حجت نہیں۔''

(السنن الكبرٰی : ٣/٣٤٣، ح : ٣٢١٤)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ .

''یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے حجت نہیں لی جائے گی۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدوري : ٣١٤٤)

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ (حدیث میں) کچھ بھی نہیں۔''

(الضعفاء الكبير للعقيلي : ٣٨٠/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الضعفاء الكبير للعقيلي : ٤٨٠/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ رَفَّاعًا .

''یزید بن ابی زیاد ''رفّاع'' (موقوف روایات کو مرفوع بنا دینے والا) تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٦٥/٩)

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِرْمِ بِهٖ .

''اسے پھینک (چھوڑ) دو۔''

(تهذيب التهذيب لابن حجر : ٢٨٨/١١)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ مِنْ شِيعَةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ، مَعَ ضَعْفِهٖ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ .

''یزید کوفی شیعہ ہے، ضعف کے ساتھ ساتھ اس کی حدیث (بطور خبر یا عبرت) لکھی جائے گی۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : ٢٧٦/٧)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَوٰى يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، وَفِي الْقَلْبِ مِنْهُ .

''یزید بن ابی زیاد نے (اسے) روایت کیا ہے، قلب (احادیث یا اسناد میں

الٹ پلٹ کر دینا) اسی کی وجہ سے ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة : ٢٠٣/٤، ح : ٢٦٩١)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ، وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَأَقْدَمُ .

''یزید بن زیاد دمشقی حدیث میں ''ضعیف'' ہے۔ یزید بن ابی زیاد کوفی بہ نسبت اس کے زیادہ ثابت اور مقدم ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ١٤٢٤)

یہ تضعیف نسبی ہے۔

حافظ بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا بِالثَّابِتِ الَّذِي يُحْتَجُّ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ بِحَدِيثٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالنَّقْلِ .

''یزید بن ابی زیاد حدیث میں قوی ہے، نہ ایسا معتمد راوی ہے، جو محدثین کے ہاں اکیلا قابل حجت ہو۔''

(مسند البزّار : ٢١٧٦)

لہٰذا امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ (المعرفۃ والتاریخ : ۸۱/۳)، امام عجلی رحمہ اللہ (تاریخ العجلی : ۲۰۱۹) اور امام ابن سعد رحمہ اللہ (الطبقات الکبریٰ : ۶/ ۳۴۰) کا اس کو ''ثقہ'' کہنا اور امام ابن شاہین کا ''الثقات (۱۵۶۱)'' میں ذکر کرنا جمہور کی تضعیف کے مقابلے میں نا قابل قبول ہے۔

نیز اس کی توثیق کے بارے میں احمد بن صالح مصری کا قول ثابت نہیں ہے۔

الحاصل:

① یہ حدیث باتفاقِ محدثین ''ضعیف'' ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحِ الْإِسْنَادِ .

''اس حدیث کی سند ثابت نہیں۔''

(المَعرفة والتّاريخ للفَسوي : ٨١/٣)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ، وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يُضَعِّفُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ .

''یہ حدیث ثابت نہیں، میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو یزید بن ابی زیاد کو ضعیف کہتے سنا۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص ٨١، وفي نسخة، ص ١٠١، وسندهٗ حسنٌ)

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا رَوٰى هٰذِهِ الزِّيَادَةَ يَزِيدُ، وَيَزِيدُ يُزِيدُ .

''الفاظ کی یہ زیادتی یزید (بن ابی زیاد) نے بیان کی ہے۔ یزید زیادتی کرتا ہے۔''

(التلخيص الحبير لابن حجر : ٢٢١/١)

امام محمد بن وضاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الَّتِي تُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ ثُمَّ لَا يَعُودُ، ضَعِيفَةٌ كُلُّهَا .

’’وہ روایات جس میں نبی کریم ﷺ کے رفع الیدین کا ثبوت اور بعد میں ترک مروی ہے، سب کی سب ضعیف ہیں۔‘‘

(التّمهيد لابن عبد البر : ۲۲۱/۹، وسندهٗ حسنٌ)

امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي يَسْبِقُ الْقَلْبُ إِلٰى صِحَّتِهٖ عَنْ يَزِيدَ .

’’اس صحیح روایت میں ’’قلب‘‘ یزید کی طرف سے ہے۔‘‘

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص ۸۱)

حافظ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهٖ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ ...... وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهٖ .

’’اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے۔......اس کی حدیث نا قابل حجت ہے۔‘‘

(مختصر السنن : ۳٦۹/۱)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اسے ’’ضعیف‘‘ کہا ہے۔

(المغني : ۳٥٦/۱)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ حَدِيثُ الْبَرَاءِ .

’’حدیث براء رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں۔‘‘

(زاد المعاد في هدي خير العباد : ۲۱۹/۱)

② یہ روایت ''ضعیف'' ہونے کے ساتھ ساتھ عام بھی ہے، جبکہ رکوع والے رفع الیدین کی دلیل خاص ہے، لہٰذا خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا۔

③ یزید بن ابی زیاد ''مدلس'' بھی ہے۔ سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا روایت ''ضعیف'' ہے۔

④ امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عَوَّلَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي نَفْيِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ: ثُمَّ لَمْ يَعُدْ، وَهٰذِهِ الزِّيَادَة لَقَّنَهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ يزِيدَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ فَتَلَقَّنَ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ قَدِيمًا بِمَكَّةَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِإِسْقَاطِ هٰذِهِ اللَّفْظَة وَمَنْ لَّمْ يَكُنِ الْعِلْمُ صَنَاعَتَهٗ لَا يَذْكُرُ لَهُ الْاحْتِجَاجَ بِمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الْأَخْبَارِ الْوَاهِيَةِ.

''یہ وہ حدیث ہے، جس سے اہل عراق نے نماز میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی پر دلیل لی ہے، حالانکہ حدیث میں ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ نہیں تھے، یہ زیادت یزید بن ابی زیاد کو آخر عمر میں اہل کوفہ نے تلقین کی تھی، اس نے تلقین قبول کر لی، جیسا کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پہلے دور میں مکہ میں اسے یہ حدیث بیان کرتے سنا تھا، اس وقت اس نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے تھے، جو

آدمی فنِ حدیث کا اہل نہ ہو، اس کے لیے اس طرح کی ضعیف روایات بطورِ دلیل ذکر کرنا درست نہیں ہے۔''

(کتاب المجروحین : ۱۰۰/۳)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ کی زیادتی کے بغیر ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ .

''درست یہی ہے۔''

(سنن الدّارقطني : ۲۹٤/۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَهَبَ سُفْيَانُ إِلٰى أَنْ يُغَلِّطَ يَزِيدَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَيَقُولُ : كَأَنَّهٗ لُقِّنَ هٰذَا الْحَرْفَ الْآخَرَ فَلَقَّنَهٗ، وَلَمْ يَكُنْ سُفْيَانُ يَرٰى يَزِيدَ بِالْحَافِظِ لِذٰلِكَ .

''امام سفیان رحمہ اللہ کا میلان ہے کہ وہ یزید کو اس حدیث میں غلط قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: لگتا ہے کہ اسے یہ آخری الفاظ تلقین کیے گئے ہوں اور اس نے قبول کر لیے ہوں۔ نیز امام سفیان رحمہ اللہ اس حدیث میں یزید کو حافظ نہیں سمجھتے تھے۔''

(إختلاف الحديث، ص ۱۲۸)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذِكْرُ تَرْكِ الْعَوْدِ إِلَى الرَّفْعِ لَيْسَ بِثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ يَرْوِي هٰذَا الْحَدِيثَ قَدِيمًا وَّلَا يَذْكُرُهُ، ثُمَّ تَغَيَّرَ وَسَاءَ حِفْظُهُ، فَلَقَّنَهُ الْكُوفِيُّونَ ذٰلِكَ، فَتَلَقَّنَهُ وَوَصَلَهُ بِمَتْنِ الْحَدِيثِ .

''(تکبیر تحریمہ کے بعد) دوبارہ رفع الیدین کا ترک نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، یزید بن ابی زیاد اس حدیث کو جب پہلے پہل بیان کرتا تھا، تو یہ الفاظ ذکر نہیں کرتا تھا، پھر اس کا حافظہ خراب ہو گیا، تو کوفیوں نے اسے ان الفاظ کی تلقین کی، اس نے قبول کر لی اور متن کے ساتھ ملا دیا۔''

(الفصل للوصل المدرج في النقل : ٣٩٤/١)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى أَنَّ قَوْلَهُ : ثُمَّ لَمْ يَعُدْ، مُدْرَجٌ فِي الْخَبَرِ مِنْ قَوْلِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ....

''حفاظ محدثین کا اتفاق ہے کہ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (پھر دوبارہ نہ کیا) کے الفاظ اس حدیث میں مدرج ہیں، یہ یزید بن ابی زیاد کی اپنی بات ہے۔''

(التلخيص الحبير : ٢٢١/١)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَحْفُوظُ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ...... وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ فِيهِ : ثُمَّ

لَا يَعُودُ فَخَطَأٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

’’یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء کے طریق سے محفوظ الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تکبیر تحریمہ کہی اور پہلی ہی مرتبہ رفع الیدین کیا۔ ......اس حدیث میں بعض رواۃ کا ثُمَّ لَا یَعُودُ (پھر دوبارہ نہ کرتے) کے الفاظ کی زیادتی نقل کرنا محدثین کے ہاں خطا ہے۔‘‘

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : ٢٢٠/٩)

امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ اس حدیث کا ضعف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا أَوَّلَ مَرَّةٍ، وَقَالَ غَيْرُهُ : إِنَّهُ عَادَ لِرَفْعِهِمَا كَانَ أَوْلَى الْحَدِيثَيْنِ أَنْ يُؤْخَذَ بِهِ حَدِيثُ صَاحِبِ الرُّؤْيَةِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْحِكَايَةِ إِلَّا بِالرُّؤْيَةِ الصَّحِيحَةِ وَالْحِفْظِ، وَالَّذِي قَالَ : لَمْ أَرَ، فَقَدْ يُمْكِنُ أَنَّهُ عَادَ وَلَمْ يَرَهُ .

’’اگر سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (بفرض محال) صحیح بھی مان لیا جائے کہ وہ فرماتے ہیں: ’’رسول اللہ ﷺ نے صرف پہلی مرتبہ ہی رفع الیدین کیا۔‘‘ دیگر صحابہ کہیں کہ آپ ﷺ نے دوبارہ رفع الیدین کیا ہے، تو دونوں حدیثوں میں اولیٰ یہ ہے کہ اس کی حدیث کو معتبر سمجھا جائے، جس نے دیکھا ہے، کیونکہ آگے تب ہی بیان کیا جا سکتا ہے، جب صحیح طرح دیکھا ہو اور یاد ہو۔ جس نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا، عین ممکن ہے کہ وہ لوٹ آیا ہو اور آپ کو رفع الیدین کرتے

نہ دیکھا ہو۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص ٨٠)

دلیل ششم:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے نماز شروع کی، تو رفع الیدین کیا، پھر سلام پھیرنے تک نہیں کیا۔''

(سنن أبي داوٗد: ٧٥٢، مسند أبي يعلى: ١٦٨٩، شرح معاني الآثار: ١/٢٢٤)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، اس میں ابن ابی لیلیٰ مشہور فقیہ قاضی کوفہ، ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (۱۴۸ھ) جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف اور سئی الحفظ'' ہے۔

① حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٣١۔٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى تَضْعِيفِ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، وَأَنَّهٗ لَا يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهٖ، وَإِنْ كَانَ إِمَامًا فِي الْفِقْهِ.

''محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ اس کی روایت حجت نہیں، اگرچہ فقہ میں امام تھا۔''

(المجموع شرح المهذب: ٦/٣٧١)

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، اتَّفَقُوا عَلٰى ضُعْفِ حَدِيثِهٖ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ .

''ضعیف ہے۔ محدثین کا اجماع ہے کہ ان کی حدیث ضعیف ہے، کیونکہ یہ سیء الحفظ تھا۔''

(فتح الباري : ١٤٣/١٣)

نیز فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ سَيِّءُ الْحِفْظِ .

''ضعیف، سئی الحفظ ہے۔''

(التلخيص الحبير : ٣٣/٣، ح : ١٢٢٣)

③ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (۷۳۵-۸۰۴) فرماتے ہیں:

فِيهِ كَلَامٌ كَثِيرٌ .

''ان پر بہت زیادہ جروح ہیں۔''

(مجمع الزوائد : ٢٠٣/٢)

④ حافظ منذری رحمہ اللہ (۵۸۱-۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ إِمَامٌ ثِقَةٌ رِدِيءُ الْحِفْظِ كَثِيرًا، كَذَا قَالَ الْجُمْهُورُ فِيهِ .

''یہ سچا اور ثقہ امام تھا۔ (بعد میں) حافظے میں انتہائی خرابی واقع ہوگئی تھی، جمہور محدثین یہی کہتے ہیں۔''

(التّرغيب والترهيب : ٤٩٨/٤)

⑤ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ .

''سیئ الحفظ ہے۔اکثر محدثین کا کہنا ہے کہ اس کی روایت قابل حجت نہیں۔''

(تحفة الطالب : ٣٤٥)

⑥ حافظ بوصیری رحمہ اللہ (۷۶۲۔۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجة : ١٠٤/١، ح : ٣١٥)

⑦ محمد بن مفلح، مقدسی رحمہ اللہ (۷۰۸۔۷۶۳ھ) لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

''جمہور نے ضعیف کہا۔''

(الفروع : ٢٦٦/١٠، الآداب الشرعية : ٣٢٨/١)

⑧ ابوالحسن، محمد بن عبدالہادی، سندھی، حنفی (۱۱۳۸ھ) فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور ائمہ نے ضعیف کہا ہے۔''

(حاشية السندي على سنن ابن ماجه : ٢٨١/١، ح : ٨٥٤)

⑨ جناب انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَهٗ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْجُمْهُورُ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(فیض الباري : ١٦٨/٣)

⑩ محمد یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ الْجُمْهُورُ عَلٰى تَضْعِيفِهِ .

''حاصل کلام یہ کہ جمہور اسے ضعیف کہتے ہیں۔''

(معارف السنن : ٢٩٠/٥)

⑪ ابن قیسرانی رحمہ اللہ (۴۴۵۔۵۰۷ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى ضُعْفِهِ .

''اس کے ضعف پر اجماع ہے۔''

(تذكرة الحفاظ : ٦٧، ٥٤٥، معرفة التذكرة، ص ٩٣، الرقم : ٤٥)

تنبیہ:

پہلے جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' تھے، بعد میں ان کے ضعیف اور سیئ الحفظ ہونے پر اجماع ہو گیا تھا۔

جارحین

(۱) حجاج رحمہ اللہ (۱۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَفَادَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلٰى أَحَادِيثَ فَإِذَا هِيَ مَقْلُوبَةٌ .

''مجھے ابن ابی لیلیٰ نے احادیث سنائیں، جن میں ردوبدل ہو چکا تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٣٢٢/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْوَأَ حِفْظًا مِّنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى .

''ابن ابی لیلیٰ سے بڑھ کر برے حافظے والا میں نے نہیں دیکھا۔''

(الجرح والتعديل : ٣٢٢/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

(۲) احمد بن یونس بیان کرتے ہیں:

كَانَ زَائِدَةُ لَا يَرْوِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى وَكَانَ قَدْ تُرِكَ حَدِيثُهٗ .

''زائدہ بن قدامہ (۱۶۱ھ) ان سے روایت نہیں کرتے تھے، انہوں نے ان کی حدیث متروک کر دی تھی۔''

(الجرح والتعديل : ٣٢٢/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

(۳) یحییٰ بن یعلی، محاربی (۲۱۶ھ) بیان کرتے ہیں:

طَرَحَ زَائِدَةُ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى .

''زائدہ نے ابن ابی لیلیٰ کی حدیث ترک کر دی تھی۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : ٨٣/٦، وسندهٗ حسنٌ)

(۴) سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ (م:۱۲۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَنْبِي إِنْ كَانَ يَكْذِبُ عَلَيَّ .

''ابن ابی لیلیٰ مجھ پر جھوٹ بولیں، تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟''

(الكامل لابن عدي : ١٨٤/٦، كتاب المجروحين لابن حبان : ٢٤٤/٢، وسندهٗ حسنٌ)

(۵) امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۱۵۸۔۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ .

''ضعیف ہے۔''

(تاريخ عثمان بن سعيد الدّارمي، رقم : ٧٢)

نیز فرماتے ہیں:

مَا كَانَ يُثَبَّتُ فِي الْحَدِيثِ .

”حدیث میں ثقہ نہیں تھا۔“

(سؤالات ابن الجنيد : ٧٥)

مزید فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ جِدًّا .

”انتہائی خراب حافظے والے تھے۔“

(مسند علي بن الجَعْد : ٦٧٩، وسندهٗ صحيحٌ)

(٦) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۱۶۴۔۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ .

”ضعیف ہے۔“

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد برواية المروذي : ٤٩٣)

نیز فرماتے ہیں:

كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ مُضْطَرِبَ الْحَدِيثِ .

”برے حافظے والا، مضطرب الحدیث تھا۔“

(الجرح والتعديل : ٣٢٣/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

مزید فرماتے ہیں:

لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهٖ .

''ان کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔''

(سنن الترمذي : ۱۷۱۵، وسندهٗ صحيحٌ)

(۷) امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مطر وراق کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا:

كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ (الْقَطَّانُ) يُشَبِّهُ مَطَرًا بِّابْنِ أَبِي لَيْلٰى مِنْ سُوءِ الْحِفْظِ .

''یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ مطر اور ابن ابی لیلیٰ کو حافظے کی خرابی میں مشابہہ قرار دیتے تھے۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد بروايته ابنه عبداللّٰه، الرقم : ۸۵۲)

(۸) امام بخاری رحمہ اللہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ) لکھتے ہیں:

اِبْنُ أَبِي لَيْلٰى هُوَ صَدُوقٌ، وَلَا أَرْوِي عَنْهُ لِأَنَّهٗ لَا يَدْرِي صَحِيحَ حَدِيثِهٖ مِنْ سَقِيمِهٖ، وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هٰذَا فَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا .

''صدوق ہیں۔ میں ان سے روایت نہیں لیتا، کیوں کہ انہیں صحیح اور ضعیف کی پہچان ہی نہیں اور میں اس طرح کے راویوں سے روایت نہیں لیتا۔''

(سنن الترمذي : ۳٦٤، ۱۷۱۵)

(۹) امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۰۹۔۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلٰى مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ .

''بعض اہل علم نے ابن ابی لیلیٰ پر حافظے کی خرابی کی وجہ سے کلام کی ہے۔''

(سنن الترمذي : ٣٦٤)

(١٠) امام نسائی رحمہ اللہ (٢١٥-٣٠٣ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ سَيِّءُ الْحِفْظِ .

''حدیث میں بہت قوی نہیں تھے، سیئ الحفظ تھے۔''

(عمل اليوم والليلة : ٢١٣، الضعفاء المتروكون : ٥٢٥)

نیز فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ كَثِيرُ الْخَطَإِ .

''سیئ الحفظ اور کثیر الخطا تھے۔''

(عمل اليوم والليلة : ٣٤٥)

(١١) امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (١٨٥-٢٧٧ھ) فرماتے ہیں:

مَحَلُّهُ الصِّدْقُ كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ شَغَلَ بِالْقَضَاءِ فَسَاءَ حِفْظُهٗ لَا يُتَّهَمُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْكَذِبِ، إِنَّمَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ كَثْرَةَ الْخَطَإِ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ، وَابْنُ أَبِي لَيْلٰى وَحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ مَا أَقْرَبَهُمَا .

''سچے تھا، لیکن جب قاضی بنا دیا گیا، تو حافظہ خراب ہو گیا۔ اس پر جھوٹ کا الزام نہیں ہے، ہاں کثرت خطا کا الزام ہے۔ اس کی حدیث لکھی تو جائے گی، مگر اس سے حجت نہیں لی جائے گی۔ ابن ابی لیلیٰ اور حجاج بن ارطاۃ میں کتنی مشابہت ہے!''

(الجرح والتعديل : ٣٢٣/٧)

(۱۲) امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (۲۰۰۔۲۶۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ صَالِحٌ لَيْسَ هُوَ أَقْوٰى مَا يَكُونُ.

''نیک آدمی تھا، مگر حدیث کے میدان میں قوی نہ تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٣٢٣/٧)

نیز ''رجل شریف'' بھی کہا ہے۔

(أجوبة أبي زرعة : ٧٢٨/١)

(۱۳) امام ابن حبان رحمہ اللہ (م:۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ رَدِيءَ الْحِفْظِ كَثِيرَ الْوَهْمِ فَاحِشَ الْخَطَإِ يَرْوِي الشَّيْءَ عَلَى التَّوَهُّمِ وَيُحَدِّثُ عَلَى الْحُسْبَانِ فَكَثُرَ الْمَنَاكِيرُ فِي رِوَايَتِهٖ فَاسْتَحَقَّ التَّرْكَ، تَرَكَهٗ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ.

''برے حافظے والا تھا۔ روایت میں بہت زیادہ وہم کھاتا تھا۔ فحش غلطیوں کا ارتکاب کرتا تھا۔ تکّے سے حدیث بیان کردیتا تھا۔ اس کی روایت میں اس قدر مناکیر ہیں کہ چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔''

(كتاب المجروحين : ٢٤٤/٢)

نوٹ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ نَرَهُمَا تَرَكَاهُ بَلْ لَيَّنَا حَدِيثَهُ .

''ہم نہیں سمجھتے کہ انہوں نے ابن ابی لیلیٰ کو متروک قرار دیا ہو، بلکہ صرف اس کی حدیث ضعیف قرار دی ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : ٦/٣١٤، ميزان الاعتدال : ٣/٦١٦)

(۱۴) امام ابن عدی رحمہ اللہ (۲۷۷۔۳۶۵ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَعَ سُوءِ حِفْظِهٖ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ .

''سئی الحفظ ہونے کے باوجود اس کی حدیث (شواہد و اعتبار) میں لکھی جائے گی۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : ٦/١٨٨)

(۱۵) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَإِنْ كَانَ فَقِيهًا عَالِمًا .

''فقیہ اور عالم تو تھا، مگر حافظ نہ تھا۔''

(صحيح ابن خزيمة : ٢٦٩٧)

(۱۶) امام دارقطنی رحمہ اللہ (۳۰۶۔۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

ثِقَةٌ فِي حِفْظِهٖ شَيْءٌ .

''عدالت میں ثقہ تھا، حفظ میں خرابی تھی۔''

(سنن الدارقطني : ١/١٢٤)

نیز فرماتے ہیں:

رَدِيءُ الْحِفْظِ كَثِيرُ الْوَهْمِ .

''برے حافظے والا اور کثیر الوہم تھا۔''

(سنن الدارقطني : ٢/٢٦٣)

مزید فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْحَافِظِ .

''حافظ نہ تھا۔''

(العِلَل : ٦/٢١٠)

مزید فرماتے ہیں:

كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ .

''برے حافظے والا تھا۔''

(العِلَل : ٣/١٧٨، ٢٧٧)

(١٧) امام طحاوی، حنفی رحمہ اللہ (٢٣٨۔٣٢١ھ) فرماتے ہیں:

مُضْطَرِبُ الْحِفْظِ جِدًّا .

''حفظ میں شدید اضطراب تھا۔''

(مشكل الآثار : ٣/٢٢٦)

(١٨) امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ (م:٢٧٧ھ) فرماتے ہیں:

فَقِيهٌ، ثِقَةٌ، عَدْلٌ، وَفِي حَدِيثِهِ بَعْضُ الْمَقَالَةِ، لَيِّنُ الْحَدِيثِ .

''فی نفسہ ثقہ، فقیہ اور عادل ہے۔اس کی حدیث میں کچھ کلام ہے، بلکہ حدیث میں کمزور ہے۔''

(المعرفة والتاريخ : ٣/٩٤)

(١٩) حافظ جوزجانی رحمہ اللہ (٢٥٩ھ) فرماتے ہیں:

وَاهِي الْحَدِيثِ سَيِّءُ الْحِفْظِ .

''حدیث میں ضعیف اور برے حافظے والا تھا۔''

(أحوال الرّجال : ٨٦)

(۲۰) امام ابن شاہین رحمہ اللہ (۲۹۷۔۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ .

''حدیث میں پختہ کار نہیں تھا۔''

(تاريخ أسماء الضعفاء والكذّابين، الرقم : ٥٨)

(۲۱) امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ (۳۲۱۔۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

يُنْسَبُ إِلٰى سُوءِ الْحِفْظِ .

''سئی الحفظ قرار پایا۔''

(المستدرك على الصحيحن : ١٣/١)

نیز فرماتے ہیں:

لَوْلَا مَا ظَهَرَ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْهَامِ لَمَا نَسَبَهٗ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ إِلٰى سُوءِ الْحِفْظِ .

''اوہام طاری نہ ہوتے، تو ائمہ حدیث اسے سئی الحفظ نہ کہتے۔''

(المستدرك على الصّحيحين : ٢٦٦/٤)

(۲۲) امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ أَسْوَأُ حَالًا عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ مِنْ يَّزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ .

''معرفت حدیث رکھنے والے ائمہ کے نزدیک یزید بن ابی زیاد سے بھی بری پوزیشن میں تھا۔''

(السّنن الکبریٰ : ۲/۷۷۔۷۸)

نیز فرماتے ہیں:

غَيْرُ قَوِيٍّ فِي الْحَدِيثِ .

''حدیث میں قوی نہیں ہے۔''

(السّنن الکبریٰ : ۵/۷۳)

مزید فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ فِي الْفِقْهِ كَبِيرًا فَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الرِّوَايَةِ؛ لِسُوءِ حِفْظِهٖ؛ وَكَثْرَةِ أَخْطَائِهٖ فِي الْأَسَانِيدِ وَالْمُتُونِ وَمُخَالَفَتِهِ الْحُفَّاظَ فِيهَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَنَا وَلَهٗ .

''اگرچہ بہت بڑا فقیہ تھا، لیکن روایت میں ضعیف تھا، کیونکہ اس کا حافظہ خراب تھا۔ اسانید و متون میں بکثرت غلطیاں سرزد ہوئیں، روایات میں حفاظ محدثین کی مخالفت کرتا تھا۔ اللہ ہمیں اور اسے معاف کر دے۔''

(السنن الکبریٰ : ۵/۳۳٤)

نیز فرماتے ہیں:

كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ كَثِيرَ الْوَهْمِ .

''سئی الحفظ اور کثیر الوہم تھا۔''

(السنن الکبریٰ : ۷/۳۲)

(۲۳) ابوعبداللہ، محمد بن اسحاق بن سعید بن اسماعیل، سعدی، ہروی رحمہ اللہ (تقریبا ۲۸۵ھ) فرماتے ہیں:

يَسْتَحِقُّ أَنْ يُتْرَكَ حَدِيثُهُ .

”اس لائق تھا کہ اس کی حدیث چھوڑ دی جائے۔“

(كتاب المجروحين لابن حبّان : ۲/۲٤٦)

(۲۴) ابواحمد حاکم رحمہ اللہ (۲۸۵۔۳۷۸ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ أَحَادِيثِهِ مَقْلُوبَةٌ .

”اس کی اکثر احادیث مقلوب تھیں۔“

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : ۳۰۳/۹)

(۲۵) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۶ھ) نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(المُحَلّٰى لابن حزم : ١٤/٦)

(۲۶) حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸۔۵۹۷) نے ”ضعیف، مضطرب الحدیث“ کہا ہے۔

(التحقيق في أحاديث الخلاف : ۳۳۵/۱، ح : ٤٢٩)

(۲۷) علامہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ (۵۱۰۔۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ .

”ضعیف ہے۔“

(الأحكام الوسطىٰ : ۲۰٦/٥)

(۲۸) حافظ ابن القطان، فاسی رحمہ اللہ (۵۶۲۔۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ وَهُوَ يُضَعَّفُهُ وَيُضَعَّفُ بِهٖ .

''سئی الحفظ ہے، یہ ضعیف قرار پایا۔اس کی وجہ سے احادیث ضعیف ہوئیں۔''

(بيان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام : ٥٢٢)

(۲۹) حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : ١٥٧/٢)

(۳۰) حافظ ابوعبداللہ، محمد بن عبدالواحد، مقدسی رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاضْطِرَابُ فِيهِ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى لِأَنَّهٗ كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ .

''یہاں ابن ابی لیلیٰ کی وجہ سے اضطراب ہے، کیونکہ وہ سئی الحفظ تھا۔''

(المختارة : ٦٤١)

(۳۱) حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تنقيح التحقيق : ٤٤/٢، دارالوطن، الرياض)

اس کے برعکس فرماتے ہیں:

كَانَ صَدُوقًا جَائِزَ الْحَدِيثِ .

''صدوق اور جائز الحدیث تھا۔''

(العبر في خبر من غبر : ١٦٢/١)

مزید فرماتے ہیں:

حَدِيثُهٗ فِي وَزْنِ الْحَسَنِ وَلَا يَرْتَقِي إِلَى الصَّحَّةِ لِأَ نَّهٗ لَيْسَ بِالْمُتْقِنِ عِنْدَهُمْ .

''اس کی حدیث حسن درجے کی ہے، البتہ صحیح نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ محدثین

کے ہاں متقن نہیں تھا۔''

(تذكرة الحفاظ : ١٢٩/١)

یہ دونوں قول ساقط ہو جائیں گے یا جمہور کے موافق تضعیف والا راجح ہوگا، جو متقن نہ ہو، بھلا اس کی حدیث حسن ہوتی ہے؟

(۳۲) حافظ عراقی رحمہ اللہ (۷۲۵۔۸۰۶) نے ''سئی الحفظ'' کہا ہے۔

(المغني عن حمل الأسفار في الأسفار : ٣٧٧٤)

(۳۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ٢١٤/٤)

(۳۴) حافظ زیلعی حنفی نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(نصب الرّاية : ٣١٨/١)

(۳۵) علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۳۶۔۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ لِّسُوءِ حِفْظِهٖ .

''سوء حفظ کی بنیاد پر ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : ٢٠٧/٤)

نیز فرماتے ہیں:

هُوَ صَدُوقٌ لَّا يُتَّهَمُ بِتَعَمُّدِ الْكَذِبِ .

''یہ سچا راوی تھا، اس پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں۔''

(شرح عِلَل التّرمذي : ١٤٥/١)

(۳۶) علامہ ابن ترکمانی حنفی (۶۸۳۔۷۵۰ھ) نے 'متکلم فیہ' کہا ہے۔

(الجوهر النقي : ٣٤٧/٧)

(۳۷) علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ . ''ضعیف ہے۔''

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية : ٤٣٧/٣)

تنبیہ نمبر ①:

قارئین! ہم نے متقدمین کے ساتھ ساتھ متاخرین کی جرح بھی پیش کر دی ہے۔

تنبیہ نمبر ②:

اگر کوئی راوی کسی روایت میں منفرد ہو اور کوئی ثقہ امام اس کی سند کو صحیح کہہ دے، تو یہ اس سند کے تمام راویوں کی ضمنی توثیق ہوتی ہے، اگر اس روایت کی اور بھی سندیں ہوں، امام انہیں مدنظر رکھ کر صحیح کہہ دے، تو یہ توثیق نہیں ہوگی۔

اس حدیث کے متعلق ائمہ فن کا فیصلہ:

① اس حدیث کے تحت امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ .

''یہ حدیث صحیح نہیں۔''

② حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ، كَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحُمَيدِيِّ شَيْخِ الْبُخَارِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ

وَالدَّارِمِيِّ وَالْبُخَارِيِّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَهٰؤُلَاءِ أَرْكَانُ الْحَدِيثِ وَأَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ فِيهِ، وَأَمَّا الْحُفَّاظُ الْمُتَأَخِّرُونَ الَّذِينَ ضَعَّفُوهُ فَأَكْثَرُ مَنْ أَنْ تُحْصَرَ كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ وَغَيْرِهِمْ، وَسَبَبُ ضَعْفِهٖ أَنَّهٗ مِنْ رِوَايَةِ يزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ كَمَا سَلَفَ وَاتَّفَقَ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةُ الْمَذْكُورُونَ وَغَيْرُهُمْ عَلٰى أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ غَلَطَ فِيهِ، وَأَنَّهٗ رَوَاهُ أَوَّلًا : إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، قَالَ سُفْيَانُ : فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَسَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ بِهٖ وَيَزِيدُ فِيهِ «ثُمَّ لَا يَعُودُ» فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لَقَّنُوهُ، قَالَ سُفْيَانُ : وَقَالَ لِي أَصْحَابُنَا إِنَّ حِفْظَهٗ قَدْ تَغَيَّرَ أَوْ قَدْ سَاءَ، قَالَ الشَّافِعِيُّ : ذَهَبَ سُفْيَانُ إِلٰى تَغْلِيطِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَيَقُولُ : كَأَنَّهٗ لُقِّنَ هٰذَا الْحَرْفُ فَتَلَقَّنَهٗ، وَلَمْ يَكُنْ سُفْيَانُ يَرٰى يَزِيدَ بِالْحِفْظِ لِذٰلِكَ، وَذَكَرَ الْخَطِيبُ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ «ثُمَّ لَا يَعُودُ» فِي الْمُدْرَجِ وَقَالَ : إِنَّهَا لَا تَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لُقِّنَهَا يَزِيدُ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ، فَتَلَقَّنَهَا وَقَدْ حَدَّثَ بِهٖ عَنْ يَزِيدَ بِإِسْقَاطِهَا : الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَهُشَيْمٌ.

''براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ محدثین کا اجماع

ہے، مثلاً ائمہ سفیان بن عیینہ، شافعی، شیخ بخاری عبداللہ بن زبیر حمیدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، بخاری رحمہم اللہ اور دیگر متقدمین وغیرہم۔ یہ سب ارکان حدیث ہیں اور اسلام کے ائمہ حدیث ہیں۔ متاخرین حفاظ میں سے جنہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، ان کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ مثلاً ائمہ ابن عبد البر، بیہقی، ابن الجوزی رحمہم اللہ وغیرہم۔ سبب ضعف یہ ہے کہ یہ روایت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ مذکورہ اور دیگر تمام ائمہ کرام کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں یزید بن ابی زیاد کو غلطی لگی ہے۔ اس نے پہلی صرف یہ الفاظ بیان کیے تھے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے۔'' امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: بعد میں میں کوفہ گیا، وہاں اسے یہی حدیث بیان کرتے سنا، تو اس نے ثُمَّ لَا يَعُودُ ''پھر دوبارہ ایسا نہیں کیا۔'' کے الفاظ بڑھا دیے۔ میں نے گمان کیا کہ لازما اسے شاگردوں نے تلقین کیے ہوں گے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں: ہمارے ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ یزید بن ابی زیاد کا حافظہ بگڑ گیا ہے، یا یہ سیء الحفظ ہو گیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام سفیان رحمہ اللہ کا میلان ہے کہ وہ یزید کو اس حدیث میں غلط قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: لگتا ہے کہ اسے یہ آخری الفاظ تلقین کیے گئے ہوں اور اس نے قبول کر لیے ہوں۔ نیز امام سفیان رحمہ اللہ اس حدیث میں یزید کو حافظ نہیں سمجھتے تھے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ثُمَّ لَا يَعُودُ ''پھر دوبارہ ایسا نہیں کیا۔'' کی زیادتی کو مدرج کی بحث میں ذکر کر کے فرمایا: یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

یزید بن ابی زیاد کو آخری عمر میں تلقین کی گئی، تو اس نے تلقین قبول کر لی۔ یزید بن ابی زیاد سے اس زیادتی کے بغیر امام سفیان ثوری، امام شعبہ اور ہشیم رحمہم اللہ نے روایت کی ہے۔''

(البدر المنير : ٣/٤٨٧)

③ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَ هٰذَا الْحَدِيثَ جُمْهُورُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَالُوا : لَا يَصِحُّ .

''جمہور محدثین نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے اور صراحتا کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(المنار المُنيف، ص ١٣٤، ح : ٣١٢)

دلیل ہفتم:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، لَا يَعُودُ يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يُسَلِّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ .

''رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے، تو کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، دوبارہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ سلام پھیر دیتے۔''

(مسند أبي حنيفة لأبي نُعيم، ص ١٥٦)

تبصرہ:

یہ سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ باجماعِ محدثین ''ضعیف'' ہیں، نیز مدلس ہیں۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْكُلُّ عَلَى الطَّعْنِ فِيهِ، ثُمَّ انْقَسَمُوا عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: فَقَوْمٌ طَعَنُوا فِيهِ لِمَا يَرْجِعُ إِلَى الْعَقَائِدِ وَالْكَلَامِ فِي الْأُصُولِ، وَقَوْمٌ طَعَنُوا فِي رِوَايَتِهٖ وَقِلَّةِ حِفْظِهٖ وَضَبْطِهٖ، وَقَوْمٌ طَعَنُوا فِيهِ لِقَوْلِهٖ بِالرَّأْيِ فِيمَا يُخَالِفُ الْأَحَادِيثَ الصِّحَاحَ.

''تمام محدثین ابو حنیفہ کے مجروح ہونے پر متفق ہیں۔ (ابو حنیفہ پر) جرح کرنے والے محدثین تین قسم کے ہیں؛
① محدثین کی ایک جماعت نے ابو حنیفہ کے عقائد اور اصول کی وجہ سے جرح کی، ② محدثین کی ایک جماعت نے ابو حنیفہ کی روایت اور قلت حفظ وضبط میں جرح کی ہے، ③ محدثین کی ایک جماعت نے اس لیے جرح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ صحیح احادیث کے مخالف رائے قائم کرتے تھے۔''

(المُنتظَم في تاريخ الملوك والأمم : ١٣١/٨ـ١٣٢)

نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَبْقَ مُعْتَبَرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ.

''کوئی معتبر امام ایسا نہیں، جس نے ابو حنیفہ میں جرح نہ کی ہو۔''

(المُنتظَم في تاريخ الملوك والأمم : ١٤٣/٨)

② امام صاحب سے نیچے کسی راوی کی توثیق ثابت نہیں۔

③ متواتر احادیث کے خلاف ہے، اس لیے ''منکر'' ہے۔

دلیل ہشتم:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے صرف نماز کے شروع میں تکبیر اُولیٰ کے وقت رفع الیدین کیا۔''

(سنن الدارقطني: ۱/۲۹۵، ح: ۱۱۲۰، واللّفظ لهٗ، مسند أبي يعلٰى: ۵۰۳۹)

تبصرہ:

روایت سخت ترین ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن جابر یمامی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

''یہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(مجمع الزوائد: ۵/۱۹۱)

اسے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام فلاس، امام نسائی، امام ترمذی، امام جوزجانی، امام دارقطنی وغیرہم رحمہم اللہ نے مجروح و ''ضعیف'' کہا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

تَفَرَّدَ بِهٖ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْيَمَامِيُّ وَكَانَ ضَعِيفًا .

''اسے بیان کرنے میں محمد بن جابر یمامی متفرد ہے اور وہ ضعیف تھا۔''

(سنن الدارقطني : ٢٩٥/١)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ جَابِرٍ اِيْشْ حَدِيثُهٗ؟ هٰذَا حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ، اُنْكِرُهٗ جِدًّا .

''ابن جابر کی حدیث کیا ہے؟ یہ حدیث منکر ہے، میں اسے سخت منکر سمجھتا ہوں۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال : ١١٧/١)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا عَلٰى عَامَّةِ حَدِيثِهٖ .

''محمد بن جابر کی نہ اس حدیث میں متابعت کی گئی ہے اور نہ دیگر احادیث پر۔''

(الضّعفاء الكبير : ٤٢/٤)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي : ٤٢٤/٢)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔''

(الموضوعات : ٩٦/٢)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدِيثُهٗ عَنْ حَمَّادٍ، فِيهِ اضْطِرَابٌ .

''اس کی حدیث حماد بن ابی سلیمان سے مضطرب ہوتی ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢١٩/٧)

اس نے مذکورہ روایت بھی اپنے استاذ حماد سے بیان کی ہے، لہٰذا یہ جرح مفسر ہے۔

تنبیہ:

محمد بن جابر یمامی کہتے ہیں:

سَرَقَ أَبُو حَنِيفَةَ كُتُبَ حَمَّادٍ مِّنِّي .

''ابوحنیفہ نے مجھ سے حماد بن ابی سلیمان کی کتابیں چوری کیں۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٤٥٠/٨، سندهٗ صحيحٌ)

اگر محمد بن جابر یمامی کو ''ثقہ'' تسلیم کرلیا جائے، تو امام اپر چوری کا الزام عائد ہوتا ہے۔ تو احباب یقیناً ایسا کرنے کو تیار نہیں ہوں گے۔

② اگر یہ حدیث ''صحیح'' ہے، تو قنوت وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں؟

③ یہ روایت ''ضعیف'' ہونے کے ساتھ ساتھ عام ہے، جبکہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے ثبوت والی احادیث خاص ہیں، لہٰذا خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا۔

④ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کرنا ''صحیح'' سند سے ثابت ہے۔

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٧٣/٢)

دلیل نہم:

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ : أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الشُّعَيْبِيُّ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ مِّنْ حِفْظِهِ بِبَغْدَادَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرَاثِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْخَرَّازُ، ثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔''

(الخلافیات : ۱۷۵۸)

تبصرہ:

یہ حدیث باطل، موضوع اور شاذ ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا بَاطِلٌ مَّوْضُوعٌ لَا يَجُوزُ أَنْ يُذْكَرَ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ التَّعَجُّبِ أَوِ الْقَدْحِ فِيهِ، فَقَدْ رُوِّينَا بِالْأَسَانِيدِ الزَّاهِرَةِ عَنْ مَالِكٍ بِخِلَافِ هَذَا، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رحمه الله يَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ هَذِهِ الرِّوَايَةِ .

"یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔ اس روایت کو تعجب اور جرح کے طور پر ہی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ سے نہایت عمدہ سندوں سے اس کے برعکس روایات ملی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس روایت سے بری ہیں۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے راوی ہیں، انہوں نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ حدیث باطل اور موضوع ہے، اس پر کچھ کہنے کی گنجائش تو نہیں رہ جاتی، کیونکہ اگر محدثین علل حدیث کو نہیں جانتے تھے، تو کوئی اور کون ہے، جو علل حدیث سے واقف ہو؟

لیکن بعض حضرات امام بیہقی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ حدیث کو لے لیتے ہیں، لیکن اس حدیث پر ان کے لگائے گئے حکم کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ سے بدگمانی کرتے ہیں کہ امام صاحب کا اس حدیث کو باطل اور موضوع کہنا بلا دلیل ہے۔

ہمارا ماننا ہے کہ ایک حدیث کی سند ظاہری طور پر صحیح یا حسن ہی کیوں نہ ہو، لیکن کسی ثقہ امام و محدث نے اس کو ضعیف یا باطل کہہ دیا ہو، ہم اس کی ظاہری صحت کو چھوڑ کر امام کی بات کو درست قرار دیں گے، کیونکہ ائمہ محدثین علل حدیث سے بخوبی واقف تھے اور حدیث پر کسی علت کے بغیر جرح نہیں کرتے تھے۔

نیز اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ کا باطل اور موضوع کہنا بالکل درست ہے، کیونکہ

① اس کی سند میں ابو عبد اللہ محمد بن غالب مجہول ہے۔ مجہول راویوں کی حدیث کا باطل اور موضوع ہونا بعید نہیں، کیونکہ جس راوی کا کوئی اَتہ پتہ ہی نہ ہو، وہ کسی طرح کی بھی حدیث بیان کر سکتا ہے؟ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ وغیرہ مجہول کی روایت کو "موضوع" اور باطل کہہ دیتے ہیں۔

② امام زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ یہ حدیث شاذ ہے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی مرفوع اور متواتر حدیث میں رفع الیدین کا اثبات موجود ہے۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ (صحيح البخاري : ٧٣٩) نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین نہ کرنے پر کنکریاں مارا کرتے تھے۔ (قرة العينين للبخاري : ١٧/١، وسندهٗ صحيحٌ)

④ راویٔ حدیث امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے رفع الیدین متواتر ثابت ہے، موطا میں بھی یہی درج ہے۔

⑤ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے یہ حدیث امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کی اور امام رحمہ اللہ کی اس پر جرح بھی نقل کی، لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ پر اعتراض نہیں کیا، بلکہ جرح کو برقرار رکھا۔

⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ سے اب تک کسی بھی محدث نے اس حدیث کی صحت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس حدیث کے حوالے سے امام بیہقی رحمہ اللہ سے معارضہ کیا۔

بعض دفعہ سند بظاہر صحیح ہوتی ہے اور کبار ائمہ پر مشتمل ہوتی ہے، لیکن محدثین اسے جھوٹا کہہ دیتے ہیں، کیونکہ بسا اوقات متن گھڑ کر اس پر صحیح سند چڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے لیے محدثین کو پیدا کیا، وہ اس کی خوب پرکھ رکھتے تھے، اس کی ظاہری و مخفی علتوں سے بخوبی واقف تھے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَقِفُ عَلَيْهِ إِلَّا الْحُذَّاقُ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ، فَقَدْ يَزِلُّ الصَّدُوقُ فِيمَا يَكْتُبُهُ فَيَدْخُلُ لَهٗ حَدِيثٌ فِي حَدِيثٍ، فَيَصِيرُ حَدِيثٌ رُوِيَ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ مُرَكَّبًا عَلٰى إِسْنَادٍ صَحِيحٍ، وَقَدْ

يَزِلُّ الْقَلَمُ، وَيُخْطِىءُ السَّمْعُ وَيَخُونُ الْحِفْظُ، فَيَرْوِي الشَّاذَ مِنَ الْحَدِيثِ عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ، فَيَعْرِفُهُ أَهْلُ الصَّنْعَةِ الَّذِينَ قَيَّضَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِحِفْظِ سُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلٰى عِبَادِهٖ بِكَثْرَةِ سَمَاعِهٖ وَطُولِ مُجَالَسَتِهٖ أَهْلَ الْعِلْمِ بِهٖ وَمُذَاكَرَتِهٖ إِيَّاهُمْ.

''اس (غلطی) پر صرف ماہر اور حفاظ مطلع ہوتے ہیں، کیونکہ کبھی صدوق (سچا) راوی بھی لکھنے میں خطا کر جاتا ہے اور ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل ہو جاتی ہے، یوں یہ ایسی حدیث بن جاتی ہے، جس کی (اصل) سند تو ضعیف ہو، لیکن (بعد میں) اسے (کسی اور حدیث کی) صحیح سند کے ساتھ روایت کر دیا گیا ہو۔ کیونکہ کبھی لکھنے میں غلطی ہو جاتی ہے، کبھی سننے میں خطا لگ جاتی ہے اور کبھی حافظہ دھوکہ کھا جاتا ہے، تو راوی غیر ارادی طور پر ایک شاذ حدیث روایت کر بیٹھتا ہے۔ لیکن ماہرین فن اپنے کثرت سماع، اہل علم سے لمبی مجالس اور ان سے مذاکرہ کرنے کی وجہ سے اس غلطی کو جان لیتے ہیں، ان ماہرین کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے سنت رسول کی حفاظت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔''

(دلائل النبوۃ: ۳۰/۱)

قارئین کرام! اگر زیر بحث حدیث کی سند بالکل صحیح ہوتی اور اسے بیان کرنے والے تمام راوی ثقہ وصدوق ہوتے، تب بھی امام بیہقی رحمہ اللہ کے اسے موضوع اور باطل کہہ دینے سے یہ حدیث باطل اور موضوع ہی ٹھہرتی، کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ ماہر محدث ہیں، وہ اس کی ظاہری ومخفی علتوں سے بخوبی واقف ہیں، لیکن اس حدیث کی تو ظاہری سند بھی ثابت نہیں

ہے، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، تو پھر اسے عدم رفع الیدین پر بہ طور حجت کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے؟

یاد رہے کہ احادیث محدثین کی ہیں اور ان پر تحقیق بھی انہی کی معتبر ہے۔ بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ محدثین کے متعلق یہ بدگمانی پیدا کریں کہ حدیث کے راوی تو ثقہ ہیں، پھر بھی محدثین اسے موضوع کہہ رہے ہیں!

دلیل دہم:

عباد بن زبیر سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ.

''رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے، تو رفع الیدین فرماتے، پھر فارغ ہونے تک کسی بھی رکن میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

(الخلافيات للبيهقي، نصب الرّاية للزّيلعي: ٤٠٤/١)

تبصرہ:

یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ مَوْضُوعٌ.

''یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے۔''

(المنار المُنيف، ص ١٣٩)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ فَإِنَّ عَبَّادًا مِّنَ التَّابِعِينَ .

''یہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ عباد تابعی ہیں۔''

(الخلافیات، تحت الحدیث : ۱۷۵۹)

① عباد تابعی کا تعارف مطلوب ہے؟ عباد بن زبیر کے نام سے کئی راوی ہیں، اس سے عباد بن عبداللہ بن زبیر مراد لینا غلط ہے۔

② محمد بن اسحاق راوی کا تعین مطلوب ہے۔

③ اس کی سند میں حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

④ اگر یہ روایت صحیح ہے، تو قنوتِ وتر اور عیدین میں رفع الیدین کیوں؟

⑤ یہ موضوع (من گھڑت) روایت عام ہے، جبکہ رکوع کو جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی احادیث خاص ہیں، تعارض کے وقت خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے۔

دلیل یازدہم:

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَارِثٍ الْخُشَنِيُّ : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَ لِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَوَادَةَ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ نَرْفَعُ أَيْدِينَا فِي بَدْءِ الصَّلٰوةِ وَفِي

دَاخِلِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَرَكَ رَفْعَ يَدَيْنِ فِي دَاخِلِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَثَبَتَ عَلٰى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي بَدْءِ الصَّلٰوةِ ....

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز شروع کرتے اور رکوع جاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی، تو رکوع کے وقت رفع الیدین کرنا ترک کر دیا اور شروع والا رفع الیدین جاری رکھا......۔''

(أخبار الفقهاء والمحدثين ص ٢١٤، ت : ٣٧٨)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① اسے گھڑنے والا عثمان بن محمد بن یوسف، ازدی، قُرّی، ابو اصبغ ہے۔اس کے بارے میں حافظ ابو ولید، ابن فرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا .

''یہ پرلے درجے کا جھوٹا شخص ہے۔''

(تاريخ علماء أندلس، ص ٣٥٠)

اسے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کہنا درست نہیں، کیونکہ اس عثمان بن محمد کے بارے میں صاحب کتاب (ص۱۰۳،۱۰۵) نے قُرّی کہہ کر تعین کر دیا ہے۔لٰہذا یہ قری ہے، قبری نہیں، کیونکہ عثمان بن محمد بن یوسف، قری کے اساتذہ میں عبیداللہ بن یحییٰ موجود ہے۔

(تاريخ علماء أندلس، ص ٣٤٩)

یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس سند میں قری راوی ہے، نہ کہ قبری۔ وہ عثمان بن محمد بن یوسف ''کذاب'' ہے۔

② عثمان بن سوادہ ''مجہول'' ہے۔ اس کے متعلق عبیداللہ بن یحییٰ سے منسوب توثیق والا قول اسی عثمان بن محمد قری کذاب کا بیان کردہ ہے، لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

③ محدث ابوعبداللہ محمد بن حارث خشنی (۳۶۱ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ رَوَاهُ مُسْنَدًا فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ، وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الْحَدِيثِ، وَأَرَاهُ مِنْ شَوَاذِّهَا .

''یہ (عثمان سوادہ) رفع الیدین کے متعلق ایک مرفوع حدیث بیان کرتا ہے، جو کہ منکر ہے اور میں اسے شاذ روایات میں سے سمجھتا ہوں۔''

(أخبار الفقهاء والمحدثين، ص ٢١٤)

بے شک یہ شاذ روایت ہے۔ متواتر احادیث و آثار کے خلاف ہے۔

دلیل دوازدہم:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ : إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَفِي جَمْعٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ .

''سات مقامات پر رفع الیدین کیا جائے: نماز کے لیے کھڑا ہو، جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢/٢٣٥_٢٣٦)

تبصرہ:

① سند ''ضعیف'' ہے، عطاء بن السائب (حسن الحدیث) ''مختلط'' ہیں اور ابن فضیل نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن سائب راوی ''مختلط'' ہیں۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٦/٣٣٤)

امام احمد بن حنبل، امام ابوحاتم الرازی (الجرح والتعدیل: ٦/ ٣٣٤) اور امام دارقطنی (العلل: ٥/١٨٦، ٨/ ٢٨٨) رحمہم اللہ نے انہیں ''مختلط'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں:

مَا رَوٰى عَنْهُ ابْنُ فُضَيْلٍ، فَفِيهِ غَلَطٌ وَاضْطِرَابٌ .

''عطاء بن سائب سے جو کچھ ابن فضیل نے روایت کیا ہے، اس میں غلطیاں اور اضطراب ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٦/٣٣٤)

یہ جرح مفسر ہے، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے، اس قول میں قنوت وتر اور عیدین کے رفع الیدین کا بھی ذکر نہیں ہے، وہ کیوں کیا جاتا ہے؟

② ابوحمزہ (عمران بن ابی عطاء القصاب ثقۃ عند الجمہور) رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور

رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۲۳۹/۱، وسندهٗ حسنٌ)

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا رفع الیدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے۔

فائدہ:

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے، لیکن اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں ابن ابی لیلیٰ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف، سیء الحفظ'' ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ، سَيِّءُ الْحِفْظِ .

''ضعیف اور خراب حافظے والا ہے۔''

(التلخيص الحبير : ۲۲/۳)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى سَيِّءُ الْحِفْظِ، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ .

''ابن ابی لیلیٰ خراب حافظے والا ہے، اکثر محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں۔''

(تحفة الطّالب : ۳٤٥)

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''مضطرب الحدیث جداً'' کہا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : ۲۲٦/۳)

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدِي كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْجُمْهُورُ .

”میرے نزدیک بھی ضعیف ہے، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔“

(فيض الباري : ۱٦٨/٣)

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَفَرُّدُ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِرِوَايَتِهٖ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَتِهٖ .

”اسے روایت کرنے میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔“

(الخلافيات، تحت الحديث : ۱۷۳۲)

② حکم بن عتیبہ ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، علامہ عینی حنفی نے بھی انہیں ”مدلس“ کہا ہے۔

(عمدة القاري : ۲٤٨/۲۱) نیز دیکھیں (أسماء المدلسين للسّيوطي : ۹٦)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ .

”یہ حدیث کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔“

(الخلافيات للبيهقي، تحت الحديث : ۱۷۳۲)

ایک قیاسی دلیل:

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، جناب انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

''اس پر میرا ایک اعتراض ہے، جو عرصہ سے لکھا ہے اور شافعیہ میں سے اس کا جواب کسی سے بھی نقل نہیں ہوا، وہ یہ کہ حج کے احکام میں وارد ہے کہ اونچائی پر چڑھتے ہوئے تکبیر اور نچائی پر اترتے ہوئے تسبیح کہے، لہٰذا جس طرح حج میں اترتے ہوئے، تکبیر نہیں ہے، نماز میں بھی رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر مع رفع یدین نہ ہونی چاہیے، باقی یہ کہ رکوع میں جاتے ہوئے بغیر رفع یدین کے، تو حنفیہ کے یہاں بھی تکبیر ہے، تو اس کا جواب سب ہی پر ہے اور ہم تو شارع سے نقل پیش کر دیں گے اور وہ کافی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ سفر میں اترتے ہوئے تکبیر نہیں پڑھتے تھے۔''

(ملفوضات علامہ انور شاہ کشمیری از احمد رضا بجنوری، ص ۲۶۷)

تبصرہ:

قارئین کرام! شاہ صاحب کی عبارت سے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عدم رفع الیدین کے قائلین کے پاس کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، اس لیے نص کے مقابلہ میں قیاس کا پیش کیا جا رہا ہے۔

رفع الیدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر عمل ہے۔ کسی صحابی سے رفع الیدین کا ترک کرنا ثابت نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تواتر کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''میں نے (سید انور شاہ صاحب سے) پوچھا: حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا: ہاں! ٹھیک ہی ہے۔ میاں مزاج کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع کر دی...... فرمایا: ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدو کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ

دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کردیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں، یہ رہا ہے، محور ہماری ساری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں، تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟''

(وحدت امت، ص ۱۵۔۱۶)

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کہتے ہیں:

''حضرت سید انور شاہ صاحب کاشمیری رحمہ اللہ ''فیض الباری (۲/ ۲۵۵، ۲۵۷)'' میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین اور ترک کا مسئلہ افضل، غیر افضل اور اولیٰ و غیر اولیٰ کا ہے۔''

(خزائن السنن، ص ۳۴۳)

مولانا محمود حسن دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''افسوس ہے! کہ رفع یدین میں باوجود کثرت احادیث صریحہ کے امام صاحب کی آڑ پکڑیں اور کہیں کہ ہمارے امام کا مذہب نہیں اور اگر کسی غیر مقلد کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ لیں، تو اخراج من المسجد کا حکم دیں، تاکہ پاس والوں کی نماز خراب نہ ہو اور اس مسئلہ (جماعت ثانیہ) میں امام صاحب کی بات نہ مانیں اور ادھر ادھر کی باتیں بنائیں اور حدیث کو بہانہ لیں، حالاں کہ حدیث میں نہ صراحت ہے، نہ پوری تائید۔''

(تقاریر شیخ الہند، ص ۵۸۔۵۹)

یاد رہے کہ مسجد میں جماعت ثانیہ کے جواز پر حدیث میں صراحت ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''ائمہ مجتہدین کے باہمی اختلافات کو حد سے بڑھ کر پیش کرنا بھی سخت غلطی

ہے، بہت سے مسائل ایسے ہیں، جن میں ائمہ کے درمیان افضل اور غیر افضل کا اختلاف ہے، جائز و ناجائز کا یا حلال وحرام کا اختلاف نہیں، مثلاً نماز میں رکوع کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں یا نہیں؟ آمین آہستہ کہی جائے یا زور سے؟ ہاتھ سینے پر باندھے جائیں یا ناف پر؟ ان تمام مسائل میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف محض افضلیت میں ہے، ورنہ یہ تمام طریقے سب کے نزدیک جائز ہیں، لہٰذا ان اختلافات کو حلال وحرام کی حد تک پہنچا کر امت میں انتشار پیدا کرنا کسی طرح جائز نہیں۔''

(تقلید کی شرعی حیثیت، ص ۱۵۷۔۱۵۸)

نیز کہتے ہیں:

''جہاں تک رفع یدین کے ثبوت کا تعلق ہے، حنفیہ اس کے منکر نہیں۔''

(درس ترمذی، جلد دوئم، ص ۲۷)

مزید کہتے ہیں:

''شافعیہ اپنے مسلک کے اثبات پر اور بھی بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات بطور خاص قابل ذکر ہیں، لیکن ہمیں ان میں بحث کرنے اور ان کا جواب دینے کی حاجت نہیں، کیوں کہ ہم ثبوت رفع یدین کا انکار نہیں کرتے، البتہ ہم نے ترک رفع یدین کی روایات کو بہت سی وجوہ کی بنا پر ترجیح دی ہے۔''

(درس ترمذی، جلد دوئم ص ۴۲)

نیز لکھتے ہیں:

”حنفیہ چوں کہ رفع یدین کو ثابت مانتے ہیں، اس لیے وہ رفع یدین کی روایات پر کوئی جرح نہیں کرتے ،لہٰذا رفع یدین کے مسئلہ پر ہماری آئندہ گفتگو کا منشاء یہ ثابت کرنا نہیں کہ رفع یدین ناجائز ہے یا احادیث سے ثابت نہیں، بل کہ ہمارا منشاء محض یہ ثابت کرنا ہے کہ ترک رفع بھی احادیث سے ثابت ہے اور یہی طریقہ راجح اور افضل ہے۔“

(درس ترمذی، جلد دوئم، ص ۲۷۔۲۸)

تبصرہ:

اصول محدثین کے مطابق ترک رفع کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ احادیث تو محدثین کی ہیں، ترک رفع کی احادیث کو محدثین نے ہی ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ رفع الیدین کے ثبوت پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہم محدثین کے خوشہ چین ہیں اور ہمیں ان کی تحقیقات پر مکمل اعتماد ہے۔

لہٰذا جس مسئلہ میں وارد احادیث کو محدثین ضعیف کہہ دیں، وہ راجح اور افضل کیسے ہو سکتا ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ جناب انور شاہ کاشمیری صاحب، جناب سرفراز صفدر صاحب اور جناب تقی صاحب کے نزدیک رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

”حضرت حاجی (امداد اللہ مہاجر مکی) صاحب رحمہ اللہ سے ایک غیر مقلد شخص بیعت ہوئے اور انہوں نے یہ شرط کی کہ میں مقلد نہ ہووں گا، بل کہ غیر مقلد ہی رہوں گا۔ حضرت (امداد اللہ) نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے؟ بیعت ہونے

کے بعد جو نماز کا وقت آیا، تو انہوں نے نہ آمین زور سے کہی اور نہ رفع یدین کیا، کسی نے حضرت حاجی صاحب سے ذکر کیا کہ حضرت! آپ کا تصرف ظاہر ہوا، فلاں شخص، جو غیر مقلد تھے، وہ مقلد ہو گئے، حضرت حاجی صاحب نے ان غیر مقلد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ بھائی کیوں کیا؟ تمہاری تحقیق بدل گئی یا صرف میری وجہ سے ایسا کیا، اگر تم نے میری وجہ سے ایسا کیا ہو، تو میں ترک سنت کا وبال اپنے گردن پر لینا نہیں چاہتا، ہاں اگر تمہاری تحقیق ہی بدل گئی، تو مضائقہ نہیں۔''

(قصص الاکابر لحصص الاصاغر، ص ۴۷، ۹۸، الکلام الحسن، جلد دوئم ص ۲۳۸، الافاضات الیومیہ، جلد ۳، ص ۲۳۴، خیر الافادات از خیر محمد دیوبندی، ص ۱۱۸)

اس حکایت میں ہمارے ان احباب کے لئے عبرت ہے۔ جو بغیر تحقیق کے مسلک بدلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ کہیں وہ خود کسی سنت کا وبال اپنی گردن پر تو نہیں لے رہے؟

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ اسماعیل شہید بالکل حنفی تھے، البتہ رفع یدین کے ثبوت پر ایک رسالہ لکھ دینے سے بہت سے اہل حدیث اور اور بہت سے بدعتیوں کو یہ غلط گمان ہو گیا ہے، اصل بات یہ تھی کہ بعض حنفیوں نے اہل حدیث یعنی (بزعم خود) غیر مقلدین زمانہ کو رفع یدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا اور یہ سخت ترین غلطی تھی، بڑی گمراہی تھی کہ جب حدیثوں میں حضور کا یہ فعل موجود ہے، مگر ہماری تحقیق میں منسوخ ہے، اس پر عمل کرنے والوں کو کافر کہنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے تمام پیرووں

کو کافر کہنا معمولی بات نہ تھی، ائمہ مجتہدین میں سب کا استدلال قرآن و حدیث سے اپنی تحقیق میں قوی طریقہ سے ہے، اختلاف راجح ومرجوح کا ہے، اگر حنفی کبھی رفع یدین کرلے گا، تو کوئی اس کی نماز کو فاسد نہیں کہہ سکتا، اگر شافعی ترک رفع سے نماز ادا کرلے گا، تو کوئی شافعی اس کو فاسد نہیں کہہ سکتا۔ یہ اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے، ترجیح کا اختلاف ہے۔ اس لیے اصلاح کامل کے لیے شاہ صاحب نے علمی طور سے تو رفع یدین پر رسالہ لکھا اور عملی طور سے گاہ گاہ رفع یدین بھی کیا۔''

(حاشیہ تذکرۃ الخلیل، ص۱۳۲۔۱۳۳)

ہمارے حنفی احباب اس سلسلے میں مختلف قسم کے دعوت کرتے رہتے ہیں۔ کبھی تو افضل اور غیر افضل کی بات کرتے ہیں، تو کبھی منسوخیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالاں کہ دونوں باتوں میں تناقض وتضاد موجود ہے۔

① اگر وہ یہ کہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سرے سے رفع الیدین کیا ہی نہیں، تو رفع الیدین کی متواتر احادیث کا کیا جواب ہے؟

② اگر وہ کہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے، تو دعویٔ منسوخیت میں تاریخ و وقت کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ کب تک کرتے رہے اور کب منسوخ ہوا؟ صحیح دلیل سے ائمہ محدثین کی تصریحات کے ساتھ اپنا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے۔

③ ناسخ ومنسوخ کا اختیار محدثین کو ہے، وہ اپنے دلائل کو بہتر جانتے ہیں۔ محدثین کی مخالفت میں کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی مسئلہ میں ناسخ ومنسوخ کا دعویٰ کریں۔

احمد رضاء خان بریلوی صاحب (۱۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

''مانا کہ احادیث رفع ہی مرجح ہوں، تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت درجہ اگر ٹھہرے گا، تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا۔''

(فتاویٰ رضویہ: ۳/ ۱۵۵)

دعوتِ فکر

دینی بھائیو اور بہنو! ہم نے جانبین کے دلائل پوری دیانت کے ساتھ ذکر کر دیئے ہیں، اب آپ کا دینی فریضہ ہے کہ دونوں طرف کے دلائل غیر جانبداری سے بنظر انصاف پڑھیں، پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر فیصلہ کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کا ثبوت

نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صحابہ بھی یہی عمل سر انجام دیتے رہے۔

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ) مذکورہ مواضع پر رفع الیدین کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ الْبَتَّةَ، بَلْ كَانَ ذٰلِكَ هَدْيَهٗ دَائِمًا إِلٰى أَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا خلاف قطعاً ثابت نہیں، بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل تھا حتی کہ آپ دنیا سے کوچ کر گئے۔''

(زاد المَعاد : ۲۱۱/۱)

شیخ الاسلام، امام، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (۱۱۸۔۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ لِكَثْرَةِ الْأَحَادِيثِ وَجَوْدَةِ الْأَسَانِيدِ .

''رفع الیدین کی احادیث اتنی زیادہ اور ان کی سندیں اتنی عمدہ ہیں کہ گویا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔''

(السّنن الکبرٰی للبیهقي : ۷۹/۲، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

هٰذِهِ آثَارٌ مُتَظَاهِرَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسٍ، وَسِوَاهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا يُوجِبُ يَقِينَ الْعِلْمِ.

''یہ سیدنا ابن عمر، سیدنا ابوحمید، سیدنا ابوقتادہ، سیدنا وائل بن حجر، سیدنا مالک بن حویرث، سیدنا انس اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے واضح آثار ہیں۔ یہ علم یقینی کو واجب کرتے ہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار: ۹/۳)

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ.

''اس بارے میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں، جو کہ شمار میں نہیں ہیں۔''

(المجموع شرح المهذب: ۴۰۱/۳)

امام خراسان اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (۱۶۱۔۲۳۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ فَإِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ.

''رکوع جاتے وقت رفع الیدین سنت ہے۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق: ۴۷۶)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت سے تنبیہ کرتے ہیں:

هٰذَا مُحَرَّمٌ عَلٰى كُلِّ عَالِمٍ أَنْ يُخَالِفَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْيِ نَفْسِهٖ أَوْ بِرَأْيِ مَنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''ہر عالم پر حرام ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی مخالفت اپنی رائے یا نبی اکرم ﷺ سے کسی بعد والے کی رائے کی وجہ سے کرے۔''

(صحیح ابن خزیمة : ۱۳۰/۲)

قوام السنہ، امام اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ افْتِتَاحِهَا، وَعِنْدَ الرُّكُوعِ، وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ سُنَّةٌ مَّسْنُونَةٌ وَهِيَ مِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ.

''نماز کے شروع میں، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا سنت ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کی علامات میں سے ہے۔''

(الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة : ۵۳۷/۲)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸۔۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَوٰى هٰذِهِ السُّنَّةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ.

''اس سنت (رفع الیدین) کو نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔''

(التحقيق في مسائل الخلاف : ۳۳۱/۱)

امیر المؤمنین فی الحدیث، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ النَّظَرِ مِمَّنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ،

وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهِمْ، فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ عِلْمُنَا فِي تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ.

”ہم نے جو فقہائے کرام حجاز اور عراق میں دیکھے ہیں، ان میں سے امام عبداللہ بن زبیر (حمیدی)، امام علی بن عبداللہ بن جعفر (ابن مدینی)، امام یحییٰ بن معین، امام احمد ابن حنبل اور امام اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے زمانے کے اہل علم تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین چھوڑ دیا ہو۔“

(جزء رفع اليدين : ٣٨)

نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ.

”کسی ایک بھی صحابی سے رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں۔“

(جزء رفع اليدين : ٨٦)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدِ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ.

"کسی ایک بھی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے رفع الیدین چھوڑا ہو۔"

(التحقیق في مسائل الخلاف : ۱/۳۳۲)

یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ کسی صحابی سے اس کا ترک باسند صحیح ثابت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

① سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ : فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تُحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ .

"میں نے کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں گا کہ آپ ﷺ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور رفع الیدین کیا۔ پھر آپ ﷺ نے جب رکوع کا ارادہ کیا، تو اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر اپنا سر رکوع سے اٹھایا، تو اسی طرح رفع الیدین کیا۔ پھر میں ایک عرصہ کے بعد آیا۔ سردی کا موسم تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر موٹے کپڑے تھے۔ ان کے ہاتھ کپڑے کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔"

(جزء رفع الیدین : ۳۰، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۴۸۰۔۴۱۷)، امام ابن حبان (۱۸۶۰) اور امام ابن

الجارود (۲۰۸) رحمۃ اللہ علیہم نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ صحیح حدیث بین ثبوت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین آخری دم تک کرتے رہے، کیونکہ اس رفع الیدین کا مشاہدہ کرنے والے صحابی سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری حصہ میں ایمان لائے تھے، لہٰذا رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ خطا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رفع الیدین کرتے تھے، کیونکہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بلا استثنیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رفع الیدین بیان کیا ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْتَثْنِ وَائِلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا إِذَا صَلُّوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ .

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو مستثنیٰ کر کے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہو اور رفع الیدین نہ کیا ہو۔''

(جزء رفع الیدین : ۲۷/۱)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا وَائِلٌ بَيَّنَ فِي حَدِيثِهٖ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهٗ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ .

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں واضح کر دیا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کئی بار رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔''

(جزء رفع الیدین : ۵۲/۱)

کئی محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کو رفع الیدین کے طور پر پیش کیا ہے۔

② امام سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ يُزَيِّنُ بِهِ الرَّجُلُ صَلَاتَهٗ، كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْافْتِتَاحِ، وَعِنْدَ الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ.

’’آپ رحمہ اللہ سے نماز میں رفع الیدین کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: یہ ایسا عمل ہے، جس کے ساتھ آدمی اپنی نماز کو مزین کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے آغاز، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔‘‘

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٧٥/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

(المجموع شرح المهذب : ٤٠٥/٣)

سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ رفع الیدین کو نماز کی زینت و زیبائش قرار دے کر اسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل قرار دے رہے ہیں۔ کسی صحابی کا عدم رفع الیدین ذکر نہیں کیا۔ یہ غور طلب مقام ہے کہ جو عمل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلا استثنیٰ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کر رہے ہوں، کیا وہ منسوخ ہوتا ہے؟

اسلامی بھائیو اور بہنو! ہم اس سنت سے محروم کیوں ہیں؟ ہماری نمازیں رفع الیدین جیسے حسن و زینت والے عمل سے خالی کیوں ہیں؟

اب ہم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کا ثبوت پیش کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے!

① خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ۱۰۷/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کے تمام راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

مشہور تابعی، امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَانَ يَرْفَعُ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ .

''میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ آپ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کہتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : ۲۱/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ آپ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۲۱۲/۱، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے۔ جب رکوع جاتے، تو رفع الیدین کرتے۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، تو رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعت کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے، تو رفع الیدین کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : ۷۳۹)

تنبیہ:

امام مجاہد بن جبر، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مِنَ الصَّلَاةِ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز ادا کی۔آپ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔“

(شرح معاني الآثار : ۲۲۵/۱)

یہ روایت ابوبکر بن عیاش (ثقہ عند الجمہور) کا وہم اور خطا ہے۔

① امام احمد بن محمد بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ (الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ) عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فِي الرَّفْعِ؟ قَالَ : رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَهُوَ بَاطِلٌ .

”امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رفع الیدین کے متعلق حدیث کے بارے میں سوال ہوا، تو فرمایا: اسے ابوبکر بن عیاش نے حصین عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے بیان کیا ہے اور یہ روایت باطل ہے۔“

(موسوعة أقوال الإمام أحمد ابن حنبل : ۳۳۰/٤)

② امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ، إِنَّمَا هُوَ تَوَهُّمٌ مِنْهُ لَا أَصْلَ لَهٗ .

”ابوبکر بن عیاش کی حصین سے بیان کردہ حدیث ان کا وہم ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔“

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١٧/١)

③ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ صَاحِبُهُ (أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ) قَدْ تَغَيَّرَ بِأُخْرَةٍ .

”اسے بیان کرنے والے (ابوبکر بن عیاش) کا آخری عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا۔“

(جزء رفع اليدين : ٧١/١)

امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق ابوبکر بن عیاش نے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے بعد بیان کی ہے۔

④ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

...... مِنْ طَعْنِ الْحُفَّاظِ فِي تِلْكِ الرِّوَايَةِ .

”......محدثین نے اس روایت پر جرح کی ہے۔“

(معرفة السّنن والآثار : ٤٣٥/٢)

مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ اخْتَلَطَ عَلَيْهِ حِينَ سَاءَ حِفْظُهُ، فَرَوٰى مَا قَدْ خُولِفَ فِيهِ، فَكَيْفَ يَجُوزُ دَعْوَى النَّسْخِ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ؟ .

”پھر جب ابوبکر بن عیاش کا حافظہ خراب ہوا، تو اس نے ایسی روایات بیان کیں، جن میں ثقہ راویوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی، لہٰذا سیدنا ابن

عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نسخ کا دعویٰ اس جیسی ضعیف حدیث کی وجہ سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟''

(معرفة السّنن والآثار : ۲/۴۲۸)

⑤ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ مَا حَكَوْا لَا عَنْ عُمَرَ وَلَا عَنْ عَلِيٍّ وَلَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ .

''سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے منسوب جو (عدم رفع الیدین) بیان کیا جاتا ہے، یہ ثابت نہیں۔''

(التحقيق في مسائل الخلاف : ۱/۳۳۶)

ابوبکر بن عیاش کے متعلق بہترین رائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اَلصَّوَاب فِي أَمْرِهٖ مُجَانَبَةُ مَا عُلِمَ أَنَّهٗ أَخْطَأَ فِيهِ وَالِاحْتِجَاجُ بِمَا يَرْوِيهِ سَوَاءً وَافَقَ الثِّقَاتَ أَوْ خَالَفَهُمْ لِأَنَّهٗ دَاخِلٌ فِي جُمْلَةِ أَهْلِ الْعَدَالَة، وَمَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهٗ لَمْ يَسْتَحِقَّ الْقَدْحَ وَلَا الْجَرْحَ إِلَّا بَعْدَ زَوَالِ الْعَدَالَةِ عَنْهُ بِأَحَدِ أَسْبَابِ الْجَرْحِ، وَهٰكَذَا حُكْمُ كُلِّ مُحَدِّثٍ ثِقَةٍ صَحَّتْ عَدَالَتُهٗ وَتَبَيَّنَ خَطَاؤُهٗ .

''ابوبکر بن عیاش کے معاملے میں درست بات یہ ہے کہ ان کی جن روایات میں غلطی معلوم ہو جائے، ان سے اجتناب کیا جائے اور ان کی باقی روایات خواہ وہ ثقات کے موافق ہوں یا مخالف، ان سے حجت لی جائے، کیونکہ وہ بھی اہل عدالت میں شامل ہیں۔ جس راوی کی عدالت ثابت ہو جائے، وہ جرح و قدح کا مستحق نہیں ہے، مگر جب اس سے کسی سبب جرح کے ساتھ عدالت

زائل ہو جائے۔یہی حکم ہر اس محدث کا ہے، جس کی عدالت ثابت ہو اور اس کی خطا واضح ہو جائے۔''

(الثقات : ٦٧٠/٧)

محدثین کرام اور ائمہ دین نے ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو خطا اور وہم قرار دیا ہے، لہٰذا اس روایت سے اجتناب کیا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ تَحَقَّقَ حَدِيثُ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ لَمْ يَرَ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ لَكَانَ حَدِيثُ طَاوُسٍ، وَسَالِمٍ، وَنَافِعٍ، وَمُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ حِينَ رَأَوْهُ أَوْلَى لِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ يُخَالِفُ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَا رَوَاهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمَدِينَةِ، وَالْيَمَنِ، وَالْعِرَاقِ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ .

''اگر مجاہد کی روایت ثابت بھی ہو جائے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا، تب بھی طاؤس، سالم، نافع، محارب بن دثار رحمہم اللہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی راجح ہوگی، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع الیدین کرتے دیکھا ہے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رفع الیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ رفع الیدین چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ مکہ، مدینہ، یمن اور عراق کے اہل علم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین

کرنا بیان کیا ہے۔''

(جزء رفع الیدین، تحت الحدیث : ۲۷)

فائدہ جلیلہ:

نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ، رَمَاهُ بِالْحَصَى[1].

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں کے ساتھ مارتے۔''

(جزء رفع الیدین : ۱/۱۷، وسندہٗ صحیحٌ)

اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع : ۳/ ۴۰۵) اور حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : ۳/ ۴۷۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

⑤ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

عاصم الاحول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ.

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب نماز شروع کرتے، تو اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کرتے۔ اسی طرح جب بھی رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

(جزء رفع اليدين : ٢٠/١)

٦ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ:

ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا .

’’انہوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے، تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔‘‘

(صحيح البخاري : ٧٣٧، صحيح مسلم : ٣٩١)

علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۷ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ مِمَّنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ عُمُرِهٖ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعَ مِنْهُ دَلِيلٌ عَلٰى بَقَائِهٖ وَبُطْلَانِ دَعْوٰى نَسْخِهٖ كَيْفَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكٌ هٰذَا جَلْسَةَ الْاِسْتِرَاحَةِ، فَحَمَلُوهَا عَلٰى أَنَّهَا كَانَتْ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ فِي سِنِّ الْكِبَرِ، فَهِيَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصدًا، فَلَا

يَكُونُ سُنَّةً، وَهٰذَا يَقْتَضِي أَنْ يَّكُونَ الرَّفْعُ الَّذِي رَوَاهُ ثَابِتًا لَا مَنْسُوخًا، لِكَونِهٖ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ عِنْدَهُمْ، فَالْقَوْلُ بِأَنَّهٗ مَنْسُوخٌ قَرِيبٌ مِّنَ التَّنَاقُضِ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَالِكٍ هٰذَا وَأَصْحَابِهٖ: ((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)).

''سیدنا مالک بن حویرث اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما، جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمر کے آخری حصہ میں نماز ادا کی، ان دونوں کی رکوع جاتے ہوئے رفع الیدین کرنی والی روایات رفع الیدین کے باقی رہنے کی دلیل ہیں اور اس کے منسوخ ہونے کے دعویٰ کو باطل قرار دیتی ہیں۔ اسی صحابی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے جلسہ استراحت (دونوں سجدوں کے بعد دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوڑا سا بیٹھنا) بیان کیا، تو احناف نے اسے آپ کے بڑھاپے اور آخری عمر پر محمول کیا اور کہا کہ یہ کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً نہیں کیا (بڑھاپے کی کمزوری کی بنا پر کیا ہے)، لہٰذا یہ سنت نہیں ہو سکتا۔ یہ بات تو تقاضا کرتی ہے کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے دوسری بار جو رفع الیدین بیان کیا ہے، وہ ثابت ہے، منسوخ نہیں، کیونکہ وہ احناف کے ہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے آخری حصہ میں تھا۔ اسے منسوخ کہنا، تو تناقض ہے۔ پھر یہ بات بھی مدنظر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صحابی سیدنا مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے تم نے دیکھا ہے۔''

(حاشية السندي على النسائي : ١٢٣/٢)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ۹ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور چند دن قیام کیا، نماز کا طریقہ سیکھا اور واپس چلے گئے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے آخری ایام ہیں۔ صحابی رسول کا رفع الیدین بیان کرنا آخری عمل ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ علامہ سندھی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

⑦ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

ابوالزبیر، محمد بن مسلم بن تدرس مکی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

”سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے، جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔“

(سنن ابن ماجه : ٨٦٨، وسندهٗ صحيحٌ)

ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدریس تابعی رحمہ اللہ اگرچہ ”مدلس“ ہیں، لیکن انہوں نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

(مسند السّراج : ٩٢)

اب غور فرمائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک تابعی سیدنا جابر صحابی رسول کو رفع الیدین کرتے دیکھ رہے ہیں اور صحابی رسول اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بتا رہے ہیں، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا تھا، تو صحابہ کرام آپ کی وفات کے بعد اس

پرکار بند کیوں؟

⑧ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں:

هَلْ أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَالَ :سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا فَاصْنَعُوا، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

''کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں، آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا، پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع کے لیے رفع الیدین کیا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور رفع الیدین کیا، پھر فرمایا: آپ بھی ایسا ہی کریں! سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

(سنن الدارقطني : ٤٧/٢، ح : ١١٢٤، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔''

(التّلخيص الحبير : ٢١٩/١)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رفع الیدین کر رہے ہیں، رفع الیدین والی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قرار دے رہے ہیں، ہمیں بھی رفع الیدین

کرنے کا حکم دے رہے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے دیکھا، وہاں کیا، جہاں نہیں دیکھا، وہاں نہیں کیا۔

⑨ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں نماز پڑھ کر دکھائی، نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا، تو دس صحابہ کرام نے کہا:

صَدَقْتَ، هٰكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''آپ نے سچ فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔''

(سنن أبي داود: ۷۳۰، سنن الترمذي: ۳۰۵، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، امام ابو حاتم رازی (علل الحدیث لابن ابی حاتم: ۲/۳۹۰)، امام ابن خزیمہ (۵۸۷)، امام ابن الجارود (۱۹۲)، امام ابن حبان (۱۸۶۵) اور حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/ ۱۹۴) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام: ۱/ ۳۵۳) نے بھی اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيث أَبِي حُمَيْدٍ هٰذَا حَدِيث صَحِيحٌ مُتَلَقًّى بِالْقَبُولِ لَا عِلَّةَ لَهٗ وَقَدْ أَعَلَّهٗ قَوْمٌ بِمَا بَرَّأَهُ اللّٰهُ وَأَئِمَّةَ الْحَدِيثِ مِنْهُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ مَا عَلَّلُوهُ بِهٖ ثُمَّ نُبَيِّنُ فَسَادَ تَعْلِيلِهِمْ وَبُطْلَانِهٖ بِعَوْنِ اللّٰهِ.

''یہ حدیث صحیح ہے، اسے امت نے صحت و عمل کے لحاظ سے قبول کیا ہے، اس

میں کوئی علت نہیں، ہاں! اسے ایک قوم (احناف) نے ایسی علت کے ساتھ معلول کہا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے اور ائمہ حدیث کو بری کر دیا ہے، ہم ان کی بیان کردہ علتوں کو ذکر کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ان کا فاسد و باطل ہونا بیان کریں گے۔''

(عون المعبود وحاشية ابن القيم: ٢/٢٩٥)

امام ابوعبداللہ، محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ (۲۵۸ھ) فرماتے ہیں:

''جو آدمی یہ حدیث سن لے اور پھر رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین نہ کرے، اس کی نماز ناقص ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة: ١/٢٩٨، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

امام ابواسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں ابونعمان محمد بن فضل رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، میں نے امام حماد بن زید رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا، میں نے امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا، میں

نے امام عطاء بن ابی رباح کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، میں نے جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا تو امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا، میں نے (صحابی رسول) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے رفع الیدین کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے (اپنے نانا) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی، آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور (خلیفہ اول) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین فرماتے تھے۔''

(السنن الکبرٰی للبیهقي : ٢/٧٣، وسندهٗ صحیحٌ)

خود امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ .

''اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المهذب في اختصار السنن الکبیر : ٢/٤٩) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ١/٢١٩) نے اس حدیث کے راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

قارئین کرام! اس سنہری کڑی پر غور کریں، تو ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور

تابعین عظام نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد رفع الیدین کرتے تھے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اس سنت کو اپنانے کی توفیق سے نوازے، آمین!

تنبیہ:

ایک روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے رفع الیدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہ کرتے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ١/٢٣٦، شرح معاني الآثار للطحاوي : ١/٢٢٥)

تبصرہ:

محدثین اور ائمہ دین نے اس روایت کو غیر ثابت اور ''ضعیف'' قرار دیا ہے، جیسا کہ:

① امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٢/٨١)

② امام دارمی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''الواھی'' (کمزور) قرار دیا ہے۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٢/٨٠)

③ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَضْعِيفُهٗ مِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ .

''یہ ضعیف ہے۔ اس کو ضعیف کہنے والوں میں امام بخاری رحمہ اللہ بھی ہیں۔''

(المجموع شرح المهذب : ٤٠١/٣)

④ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے لَا يَصِحُّ (یہ ثابت نہیں) کہا ہے۔

(التحقيق في مسائل الخلاف : ٣٣٢/١)

⑤ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ، لَّا يَصِحُّ .

''یہ روایت ضعیف ہے۔ ثابت نہیں۔''

(البدر المنير : ٤٧٨/٣)

متقدمین ائمہ میں سے کسی نے اسے صحیح قرار نہیں دیا۔ بعض متاخرین کا اس کو ''حسن'' یا ''صحیح'' قرار دینا درست نہیں، کیونکہ حدیث کی علتوں سے ائمہ حدیث ہی واقف تھے۔

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اس روایت کی بنا پر رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے ردو جواب میں علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ تَرَكَ عَلِيٌّ وَكَذَا تَرَكَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَتَرَكَ غَيْرُهُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ إِنْ ثَبَتَ عَنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الرَّفْعَ سُنَّةً مُّؤَكَّدَةً يَلْزَمُ الْأَخْذُ بِهَا وَلَا يَنْحَصِرُ ذٰلِكَ فِي النَّسْخِ، بَلْ لَا يُعْتَبَرُ بِنَسْخِ أَمْرٍ ثَابِتٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُجَرَّدِ حُسْنِ الظَّنِّ بِالصَّحَابِيِّ مَعَ إِمْكَانِ الْجَمْعِ بَيْنَ فِعْلِ الرَّسُولِ وَفِعْلِهِ .

''یہ بات محل نظر ہے۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہما سے رفع الیدین چھوڑنا ثابت بھی ہو، تو ممکن ہے کہ وہ اس لیے ہو کہ وہ رفع الیدین

کو سنت مؤکدہ نہ سمجھتے ہوں جسے کرنا ضروری ہو۔اس سے نسخ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ رسول اکرم ﷺ سے ثابت امر کو صرف صحابی کے ساتھ حسن ظن کرتے ہوئے منسوخ نہیں سمجھا جا سکتا، خصوصا جب رسول اللہ ﷺ اور صحابی کے فعل میں تطبیق بھی ہو سکتی ہو۔''

(التّعليق الممجد : ۳۸۹/۱)

جناب لکھنوی کی مراد یہ ہے کہ بالفرض بعض صحابہ سے رفع الیدین چھوڑنا ثابت بھی ہو، تو اس سے رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام نے اسے یہ سمجھتے ہوئے چھوڑا ہو کہ ہر نماز میں ایسا کرنا فرض نہیں۔ وہ اسے مستحب سمجھتے ہوں اور مستحب امر کو کبھی چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔اس سے رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

ہم کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہما سے ترک رفع الیدین ثابت ہی نہیں، تو دعوی نسخ بالکل دوسری بات ہے۔بعض حضرات اس روایت کا مرفوع ہونا بھی بیان کرتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ، فَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْهُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيه، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَهِمَ فِي رَفْعِهِ وَخَالَفَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الثِّقَاتِ .

''ابوبکر نہشلی سے اس روایت کو بیان کرنے میں (راویوں کی طرف سے)

اختلاف واقع ہوا ہے۔عبدالرحیم بن سلیمان نے اس روایت کو ابوبکر سے عاصم بن کلیب عن ابیہ عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے بیان کیا ہے۔ اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں اسے وہم ہوا ہے اور ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے اس روایت میں اس کی مخالفت کی ہے۔''

(العِلَل : ١٠٦/٤)

مزید یہ روایت ''معضل'' بھی ہے۔امام دارقطنی رحمہ اللہ اور عبدالرحیم بن سلیمان کے درمیان دو یا تین واسطے گرے ہوئے ہیں۔اس کے خلاف مرفوع حدیث بھی ثابت ہے۔

تنبیہ:

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْافْتِتَاحِ .

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف نماز کے آغاز (تکبیر تحریمہ) میں رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢٣٦/١، شرح معاني الآثار : ٢٢٧/١)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ اس اثر کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ .

''یہ ثابت نہیں ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٨١/٢)

امام نخعی ''مدلس'' ہیں۔(طبقات المدلسین:۲۸)،سماع کی صراحت نہیں کی۔نیز یہ سند سخت ''منقطع'' ہے، کیونکہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ یا ۳۳ ہجری کو ہوئی، جبکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ۳۷ ہجری کو پیدا ہوئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصْلُ قَوْلِهٖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَوْ رَوٰى عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ، لِأَنَّهٗ لَمْ يَلْقَ وَاحِدًا مِّنْهُمَا .

''ہماری دلیل یہ ہے کہ ابراہیم اگر سیدنا علی وسیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کریں، تو قبول نہیں ہے، کیونکہ ان کی دونوں صحابہ میں سے کسی سے بھی ملاقات نہیں ہے۔''

(إختلاف الحديث : ٦٣٥/٨)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِبْرَاهِيمُ النَّخْعِيُّ لَمْ يَرَ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَالْحَدِيثُ مُنْقَطِعٌ .

''ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا، یہ حدیث منقطع ہے۔''

(البدر المنير : ٤٧٨/٣)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَةُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مُنْقَطِعَةٌ، لَّا شَكَّ فِيهَا .

''ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔اس میں کوئی شک نہیں۔''

(السنن الکبریٰ : ۷٦/۸)

بلکہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کسی بھی صحابی سے سماع نہیں کیا، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کو طبقہ خامسہ میں ذکر کیا ہے۔

(تقریب التّهذیب : ۲۷۰)

اس طبقہ کے راویوں کا کسی بھی صحابی سے سماع ثابت نہیں ہوتا۔

فائدہ:

اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ : إِذَا حَدَّثْتَ فَأَسْنِدْ، قَالَ : إِذَا قُلْتُ لَكَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَلَمْ أَقُلْ ذٰلِكَ حَتّٰى حَدَّثَنِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ غَيْرُ وَاحِدٍ، وَإِذَا قُلْتُ : حَدَّثَنِي فُلَانٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَهُوَ الَّذِي حَدَّثَنِي .

''میں نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہا: جب آپ (مجھے) حدیث بیان کریں، تو سند بھی ذکر کر دیا کریں، تو ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں بیان کروں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو یہ میں اس وقت کہتا ہوں، جب کئی ایک راویوں نے مجھے عبد اللہ بن مسعود سے بیان کیا ہو۔ اور جب میں کہوں کہ مجھے فلاں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، تو مجھے اسی نے بیان کیا ہوتا ہے۔''

(شرح مشکل الآثار للطّحاوي : ۵۱۹/۱٤)

سند ضعیف ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس سند میں شک کا اظہار کیا ہے۔

اس قول کو صحیح بھی مان لیا جائے، تب بھی اس سے مراسیل ابراہیم نخعی کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں (قال عبد اللہ) کہوں، تو مجھے کئی

ایک راویوں نے بیان کیا ہوتا ہے۔اب یہ ''کئی ایک راوی'' نامعلوم ہیں۔جب تک ان کی صراحت نہ ہو جائے، صحیح کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿خَاشِعُونَ﴾ (المؤمنون : ٢) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مُخْبِتُونَ مُتَوَاضِعُونَ، لَا يَلْتَفِتُونَ يَمِينًا وَّلَا شِمَالًا، وَّلَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ.

''عاجزی اور تواضع کرنے والے، نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔''

(تفسير ابن عباس : ٢٨٤/١)

تبصرہ:

موضوع روایت ہے۔

یہ تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف جھوٹی منسوب ہے۔اس کا راوی محمد بن سائب کلبی باتفاق محدثین ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

اسود تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کیا، دوبارہ نہ کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۲۳۷/۱، شرح معاني الآثار للطحاوي : ۲۲۷/۱)

تبصرہ:

یہ روایت ''ضعیف'' ہے۔اس میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' موجود ہے۔سماع کی تصریح ثابت نہیں، لہٰذا نا قابل قبول ہے۔بعض الناس کو یہ روایت مفید بھی نہیں، کیونکہ وہ قنوت وتر اور عیدین کی تکبیرات میں رفع الیدین کر کے خود اس کی مخالفت کرتے ہیں۔یہ تضاد کیوں ہے؟

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ رِوَايَةٌ شَاذَّةٌ لَّا تَقُومُ بِهَا الْحُجَّةُ .

''یہ روایت شاذ ہے، اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی۔''

(الخلافيات للبيهقي، تحت الحديث : ۱۷٤۸)

خوب یاد رہے کہ کسی صحابی سے رفع الیدین چھوڑنا ثابت نہیں، بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے قائل وفاعل تھے۔

آخر میں امام بخاری رحمہ اللہ کا پیغام ملاحظہ ہو، آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّ رَفْعَ الْأَيْدِي بِدْعَةٌ فَقَدْ طَعَنَ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَفِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَأَهْلِ مَكَّةَ، وَعِدَّةٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَهْلِ الْيَمَنِ، وَعُلَمَاءِ أَهْلِ خُرَاسَانَ مِنْهُمُ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَتّٰى شُيُوخِنَا عِيسَى بْنُ مُوسٰى أَبُو أَحْمَدَ، وَكَعْبِ

بْنِ سَعِيدٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ إِلَّا أَهْلَ الرَّأْيِ مِنْهُمْ وَعَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ، وَيَحْيَى بْنِ يَحْيٰى، وَصَدَقَةَ، وَإِسْحَاقَ، وَعَامَّةِ أَصْحَابِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَكَانَ الثَّوْرِيُّ، وَوَكِيعٌ، وَبَعْضُ الْكُوفِيِّينَ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ، وَقَدْ رَوَوْا فِي ذٰلِكَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً، وَلَمْ يُعَنِّفُوا عَلٰى مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَلَوْلَا أَنَّهَا حَقٌّ مَا رَوَوْا تِلْكَ الْأَحَادِيثَ لِأَنَّهٗ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ، وَمَا لَمْ يَفْعَلْ .

''جس شخص نے رفع الیدین کو بدعت کہا، اس نے صحابہ کرام، سلف صالحین اور ان کے بعد والے اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل عراق میں سے بہت سے لوگوں، اہل شام، اہل یمن اور اہل رائے کے علاوہ علمائے خراسان کو جن میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہیں حتی کہ ہمارے شیوخ عیسیٰ بن موسیٰ ابواحمد، کعب بن سعید، حسن بن جعفر، محمد بن سلام، علی بن حسن، عبداللہ بن عثمان، یحییٰ، صدقہ، اسحاق اور امام ابن مبارک کے اکثر شاگردوں سب پر طعن کی ہے۔ امام سفیان ثوری اور امام وکیع بن جراح اور بعض کوفی لوگ رفع الیدین نہیں کرتے تھے، لیکن انہوں نے بھی رفع الیدین کرنے کے بارے میں بہت سی روایات بیان کی ہیں اور رفع الیدین کرنے والوں پر کوئی طعن نہیں کی۔ اگر رفع الیدین والی احادیث ثابت نہ ہوتیں تو وہ انہیں بیان نہ کرتے، کیونکہ کسی

کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی بات رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرے جو آپ ﷺ کے قول وفعل سے ثابت نہیں۔''

(جزء رفع اليدين : ٥٤/١)

خوب یاد رہے کہ امام سفیان ثوری اور امام وکیع بن جراح سے بھی باسند صحیح رفع الیدین کا چھوڑنا ثابت نہیں۔

عطیہ عوفی کہتا ہے:

إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَابْنَ عُمَرَ كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا أَوَّلَ مَا يُكَبِّرَانِ ثُمَّ لَا يَعُودَانِ .

''سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے، دوبارہ نہ کرتے۔''

(الخلافيات للبيهقي : ١٧٥٠)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔سوار بن مصعب اور عطیہ عوفی سخت ترین ''ضعیف'' ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَّا يَسْتَحِلُّ الْاِحْتِجَاجَ بِهٖ مَنْ يَرْجِعُ إِلٰى أَدْنٰى مَعْرِفَةٍ بِالرِّجَالِ .

''علم رجال کی ادنیٰ معرفت رکھنے والے کے لیے اس روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(الخلافيات للبيهقي، تحت الحديث : ١٧٥٠)

الحاصل:

کسی صحابی سے باسند صحیح رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں، والحمدللہ!

سجدوں میں رفع الیدین!

رسول اللہ ﷺ سے سجدوں کے درمیان رفع الیدین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔اس پر پیش کیے جانے والے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهٖ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

”نبی کریم ﷺ کو رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے، سجدہ کرتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان دونوں کو دونوں کانوں کی لو کے برابر کر دیتے۔“

(سنن النسائي: ١/١٦٥، ح: ١٠٨٦، ١/١٧٢، ح: ١١٤٤)

تبصرہ:

یہ روایت ”ضعیف“ ہے۔اس میں قتادہ ”مدلس“ ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔انہیں علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے ”مدلس“ کہا ہے۔(شرح مشكل الآثار: ٣/٢٢٦)

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

إِنَّ قَتَادَةَ مُدَلِّسٌ، لَا يُحْتَجُّ بِعَنْعَنَتِهٖ إِلَّا إِذَا ثَبَتَ سَمَاعُهُ.

”قتادہ مدلس ہیں، ان کی معنعن روایت سے حجت نہیں لی جائے گی، الا کہ سماع ثابت ہو جائے۔“

(عمدة القاری : ٢٦١/١)

فائدہ:

یہ روایت السنن الکبریٰ للنسائی (٢٢٨/١، ح: ٦٧٣، وفی نسخۃ: ٣٤٣/١، ح: ٦٧٦، مؤسسۃ الرسالۃ) میں ابن ابی عدی عن سعید عن قتادۃ کی سند سے موجود ہے، نیز دیکھیں الجوہر النقی از ابن الترکمانی حنفی (١٣٧/٢) یہی صحیح ہے۔ شعبہ عن قتادۃ تصحیف (کتابت کی غلطی) ہے۔

② نضر بن کثیر ابو سہل ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”منیٰ میں مسجد خیف میں عبداللہ بن طاؤس نے میرے پہلو میں نماز پڑھی۔ جب انہوں نے پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو اپنے چہرے کے سامنے رفع الیدین کیا۔ میں نے اس بات کو عجیب سمجھا اور اس کا ذکر وہیب بن خالد سے کیا کہ یہ ایسا کرتے ہیں۔ میں نے ایسا کرتے کسی کو نہیں دیکھا، تو وہیب نے عبداللہ بن طاؤس سے کہا: آپ یہ کام کرتے ہیں۔ میں نے ایسا کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس پر عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا تھا، میرے والد نے کہا تھا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔“

(سنن النسائي : ١١٤٧)

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔اس میں نضر بن کثیر ''ضعیف'' ہے۔

(الكاشف للذهبي : ١٨٠/٣، تقريب التهذيب لابن حجر : ٧١٤٧)

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں رفع الیدین فرماتے تھے۔''

(مسند أبي يعلى : ٣٩٩/٦، ح : ٣٧٥٢، وسندهٔ صحيحٌ)

تبصرہ:

① اس حدیث کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر دلیل ہے۔اس کا مفہوم وترجمہ یہ ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع (سے پہلے) اور سجود (سجدہ کو جانے سے پہلے رکوع کے بعد قیام) میں رفع الیدین کرتے تھے۔''

یہ روایت اسی سند کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(مسند أبي يعلى : ٣٧٩٣)

احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔

فائدہ:

یحییٰ بن ابی اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

”میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو سجدوں میں رفع الیدین کرتے دیکھا۔“

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١٠٥، وسندهٔ صحيحٌ)

یہاں سجدوں سے مراد دو رکعتیں ہیں، یعنی دو رکعتوں سے اٹھ کر آپ رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے۔اس طرح سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل صحیح احادیث کے موافق ہو جائے گا۔اگر اس سے مراد سجدے ہی لیے جائیں، تو یہ عمل صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہوگا، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلٰى .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (تسلیم وعمل کے) زیادہ قابل ہے۔“

اگر اس سے سجدہ والا رفع الیدین مراد لیا جائے تو جو حضرات ضعیف اور غیر صریح روایات سے سجدہ کا رفع الیدین ثابت کر کے منسوخ گردانتے ہیں، ان کا دعویٰ خطا ہو جائے گا، کیونکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد ایسا کر رہے ہیں۔لہٰذا مرفوع احادیث اور آثارِ صحابہ کے درمیان جمع وتطبیق ہی زیادہ بہتر ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ

لِلرُّكُوعِ، وَعِنْدَ التَّكْبِيرِ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا .

’’نبی کریم ﷺ رکوع کے لیے جب اللہ اکبر کہتے، تو رفع الیدین کرتے اور (رکوع کے بعد) سجدہ کو جاتے وقت اللہ اکبر کہتے، تو رفع الیدین کرتے۔‘‘

(المعجم الأوسط للطبراني: ۳۹/۱، ح: ۱٦)

تبصرہ:

یہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے پر زبردست دلیل ہے۔ اس میں دونوں سجدوں کے رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں۔

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ .

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور سجدہ کرتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔‘‘

(سنن ابن ماجه: ص ٦٦، ح: ٨٦٠)

تبصرہ:

یہ روایت ’’ضعیف‘‘ ہے۔ اسماعیل بن عیاش کی روایت حجازیوں سے جمہور کے نزدیک ’’ضعیف‘‘ ہوتی ہے۔ اس کا استاذ صالح بن کیسان بھی حجازی ہے، لہٰذا یہ روایت جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوئی۔

② یہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر دلیل ہے۔

حِينَ يَسْجُدُ کا مطلب ہے کہ جب رکوع کے بعد قیام سے سجدہ کے لیے جاتے، تو رفع الیدین کرتے تھے۔

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے، جب رکوع کرتے، تو اسی طرح کرتے، جب سجدہ کو جانے کے لیے (رکوع سے) اٹھتے، تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے، تو اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٧٣٨، وسندہٗ حسنٌ)

تبصرہ:

یہ حدیث نماز شروع کرتے، رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرنے پر زبردست دلیل ہے۔ وللہ الحمد!

حافظ نووی رحمہ اللہ رَفَعَ لِلسُّجُودِ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يَعْنِي، رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ.

''یعنی اپنا سر رکوع سے اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔۔۔''

(خلاصة الأحكام : ۳۵۲/۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ، وَهُوَ مُفَسَّرٌ لِلرِّوَايَةِ الْأُولَى الَّتِي فِيهَا : وَإِذَا سَجَدَ، وَأَنَّ الْمُرَادَ بِهَا : وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ لِلسُّجُودِ ....

”وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ یہ حدیث پہلی روایت کی تفسیر بیان کرتی ہے، جس میں سجدہ میں جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جب سجدہ کے لیے رکوع سے سر اٹھاتے۔۔۔“

(موافقة الخبر الخبر : ۴۱۰/۱)

⑦ حصین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے پاس گئے، تو عمرو بن مرہ نے کہا: ہم نے حضرمیین کی مسجد میں نماز پڑھی، تو علقمہ بن وائل رحمہ اللہ نے اپنے والد وائل رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا سَجَدَ .

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور سجدہ کرتے وقت رفع الیدین کرتے۔“

ابراہیم نخعی نے کہا کہ میرے خیال میں تو آپ کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ایک دن دیکھا تھا، تو آپ سے یہ بات یاد کرلی۔عبداللہ نے یاد نہیں کی، پھر ابراہیم نخعی نے کہا: رفع الیدین صرف نماز کے شروع میں ہے۔“

(سنن الدارقطني : ۲۹۱/۱، ح : ۱۱۰۸)

تبصرہ:

یہ حدیث نماز کے شروع میں، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر دلیل ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب (رکوع کے بعد قیام میں) سجدہ (کا ارادہ) کرتے، تو رفع الیدین کرتے۔ کیونکہ صحیح مسلم (۱ / ۱۷۳، ح: ۴۰۱) میں رفع الیدین کے ثبوت پر سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث کے مفہوم ومطلب کو واضح کرتی ہے۔ اس میں رکوع کے بعد رفع الیدین کا ذکر ہے۔

باقی رہا ابراہیم نخعی کا قول تو یہ احادیث متواترہ اور آثارِ صحابہ وتابعین کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہے۔

لہٰذا یہ دونوں حدیثیں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین پر دلیل بنتی ہیں۔

علامہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي السَّجْدَتَيْنِ وَالرَّفْعِ عَنْهُمَا .

''سجدوں کے درمیان اور سجدوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین ثابت نہیں۔''

(لمعات التّنقیح : ۲/۵٤۸)

الحاصل:

رسول اللہ ﷺ سے باسند صحیح سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرنا ثابت نہیں۔

نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین

نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلٰى جِنَازَةٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ وَإِذَا انْصَرَفَ سَلَّمَ .

''رسول اللہ ﷺ جب جنازہ پڑھتے، تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور جب نماز ختم کرتے، تو سلام پھیرتے۔''

(العِلَل للدارقطني : ٢٢/٣، ح : ٢٩٠٨، وسندهٗ صحيحٌ)

② نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلٰى جِنَازَةٍ .

''آپ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢٩٥/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

③ خالد بن ابی بکر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ سَالِمًا كَبَّرَ عَلٰى جِنَازَةٍ أَرْبَعًا، يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ .

''میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے جنازے پر چار تکبیریں کہیں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣/٢٩٥، وسندهٗ صحيحٌ)

④ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجِنَازَةِ.

''امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ نماز (کے شروع) میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، نیز نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ اس طرح (رفع الیدین) کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣/٢٩٥، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ عمر بن ابی زائدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَلٰى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

''میں نے قیس بن ابی حازم تابعی رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی، انہوں نے چار تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر میں رفع الیدین کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣/٢٩٥، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ ابن جریج رحمہ اللہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَمَنْ خَلْفَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ.

''آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور مقتدی بھی رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣/٢٩٥، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ معمر بن راشد رحمہ اللہ امام زہری رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجِنَازَةِ.

''آپ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١١٨، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِهٖ نَأْخُذُ.

''ہم (محدثین) اسی پر عمل کرتے ہیں۔''

(مصنف عبدالرزاق : ٣/٤٦٩)

⑧ عبداللہ بن علاء رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ مَكْحُولًا صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَّيَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

''میں نے امام مکحول تابعی رحمہ اللہ کو ایک جنازے پر چار تکبیریں کہتے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١١٦، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ اشعث بن عبدالملک حمرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجِنَازَةِ.

''امام حسن بصری رحمہ اللہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین فرماتے تھے۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١٢٢، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ ابوالغصن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْجِنَازَةِ.

”میں نے نافع بن جبیر رحمہ اللہ کو جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے دیکھا۔“

(جزء رفع اليدين للبخاري : ١١٤، سندهٗ حسنٌ)

امام عبداللہ بن مبارک (جامع ترمذی، تحت حدیث : ١٠٧٧)، امام شافعی (الام : ١/٢٧١)، امام احمد بن حنبل (سیرۃ الامام احمد بن حنبل لابی الفضل صالح بن احمد، ص ٤٠) اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ (سنن ترمذی، تحت حدیث : ١٠٧٧) بھی نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنے کے قائل ہیں۔

فائدہ:

امام مالک رحمہ اللہ سے صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرنا ثابت نہیں ہے، کیونکہ مدونہ کبریٰ بے سند کتاب ہے، اس میں مذکور باتیں امام مالک رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہیں۔

مانعین کے دلائل:

اب ہم انتہائی اختصار کے ساتھ ان حضرات کے دلائل کا جائزہ پیش کرتے ہیں، جو صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کے قائل ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں تکبیرات کہیں، صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔“

(سنن الترمذي : ١٠٧٧، سنن الدارقطني : ٧٤/٢، ح : ١٨١٣)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل : ١٥١/٨)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : ٩٨٤/٢)

① یحییٰ بن یعلی اسلمی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ شِيعِيٌّ .

''ضعیف اور شیعہ راوی ہے۔''

(تقريب التّهذيب : ٧٦٧٧)

② ابوفروہ یزید بن سنان رہاوی بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات البرقاني : ٥٦٠)

نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(سنن الدارقطني : ١٧٢/١، تحت الحديث : ٦٣٧)

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٦٦/٩)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''لیس بقوی الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم : ٩/٢٦٧)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَحَلُّهُ الصِّدْقُ وَالْغَالِبُ عَلَيْهِ الْغَفْلَةُ، يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ.

''اس کا محل صدق والا ہے، لیکن اس پر غفلت غالب تھی، اس کی حدیث لکھی جائے گی، لیکن اس سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم : ٩/٢٦٧)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ حَدِيثُهُ بِشَيْءٍ.

''اس کی حدیث کچھ نہیں۔''

(التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : ٩٢٤١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف ومتروک الحدیث'' کہا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی ''ضعیف'' لکھتے ہیں۔

(تقريب التهذيب : ٧٧٢٧)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهِ.

''اکثر محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔''

(مجمع الزوائد : ٤/٢١٨)

③ امام زہری رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ اس روایت میں دوسری تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی نفی ثابت نہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہ کرتے تھے۔''

(سنن الدارقطني : ٢/٧٤، ح : ١٨١٤)

تبصرہ:

سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : ٢/٩٨٤)

① حجاج بن نصیر بصری جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى تَرْكِهٖ .

''اس کو ترک کرنے پر محدثین کا اجماع ہو گیا ہے۔''

(الضّعفاء والمتروكون : ١٧٤)

نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني : ١/١٥٧)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، تُرِكَ حَدِيثُهٗ، كَانَ النَّاسُ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْهُ.

''یہ منکر الحدیث، ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا تھا، لوگ اس سے حدیث بیان ہی نہیں کرتے تھے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: ٣/١٦٧)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَكَتُوا عَنْهُ.

''محدثین نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔''

(الكامل لابن عدي: ٢/٢٣١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الكامل لابن عدي: ٢/٢٣١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام نسائی رحمہ اللہ بھی ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَهَبَ حَدِيثُهٗ.

''یہ سخت ضعیف الحدیث راوی ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: ٣/١٦٧، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيفٌ، كَانَ يَقْبَلُ التَّلْقِينَ.

''ضعیف ہے، تلقین قبول کرتا تھا۔''

(تقريب التّهذيب : ١٣٥٩)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ، وَبَعْضُهُمْ تَرَكَهُ .

''ضعیف ہے، بعض نے اسے ''متروک'' قرار دیا ہے۔''

(المغني في الضّعفاء : ٢٣٧/١)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مجمع الزّوائد : ١٢١/٨)

لہٰذا محدث البانی رحمہ اللہ (احکام الجنائز، ص ١٤٧) کا اسے ''ثقہ'' قرار دینا خطا ہے۔

② فضل بن سکن ''مجہول'' ہے، امام عقیلی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' کہا ہے۔

(الضعفاء الكبير : ٤٤٩/٣)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ ذَا؟

''معلوم نہیں یہ کون ہے؟''

(المغني : ١٩١/٢)

نیز فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ .

''غیر معروف ہے۔''

(ميزان الاعتدال : ٣/٣٥٢)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ : إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَفِي جَمْعٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ .

''سات مقامات پر رفع الیدین کیا جائے: نماز کے لیے کھڑا ہو، جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢/٢٣٥-٢٣٦)

تبصرہ:

① سند ''ضعیف'' ہے، عطاء بن السائب (حسن الحدیث) ''مختلط'' ہیں اور ابن فضیل نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن سائب راوی ''مختلط'' ہیں۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٦/٣٣٤)

امام احمد بن حنبل، امام ابوحاتم الرازی (الجرح والتعدیل: ۶/ ۳۳۴) اور امام دارقطنی (العلل: ۵/۱۸۶، ۸/ ۲۸۸) رحمہم اللہ نے انہیں ''مختلط'' قرار دیا ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَوٰی عَنْهُ ابْنُ فُضَيْلٍ ، فَفِيهِ غَلَطٌ وَاضْطِرَابٌ .

''عطاء بن سائب سے جو کچھ ابن فضیل نے روایت کیا ہے، اس میں غلطیاں اور اضطراب ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٣٣٤/٦)

یہ جرح مفسر ہے، لہٰذا سند "ضعیف" ہے، اس قول میں قنوت وتر اور عیدین کے رفع الیدین کا بھی ذکر نہیں ہے، وہ کیوں کیا جاتا ہے؟

② ابوحمزہ (عمران بن ابی عطاء القصاب ثقة عند الجمهور) رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

"میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔"

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢٣٩/١، وسندهٗ حسنٌ)

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا رفع الیدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے۔

فائدہ:

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے، لیکن اس کی سند بھی "ضعیف" ہے، اس میں ابن ابی لیلیٰ راوی جمہور محدثین کے نزدیک "ضعیف، سیء الحفظ" ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ، سَيِّءُ الْحِفْظِ .

"ضعیف اور خراب حافظے والا ہے۔"

(التلخيص الحبير : ٢٢/٣)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى سَيِّءُ الْحِفْظِ، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ.

''ابن ابی لیلیٰ خراب حافظے والا ہے، اکثر محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں۔''

(تحفة الطّالب : ٣٤٥)

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''مضطرب الحدیث جداً'' کہا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : ٣/٢٢٦)

مولانا انور شاہ کشمیری کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدِي كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْجُمْهُورُ.

''میرے نزدیک بھی ضعیف ہے، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔''

(فيض الباري : ٣/١٦٨)

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَفَرَّدُ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِرِوَايَتِهٖ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ الْاحْتِجَاجِ بِرِوَايَتِهٖ.

''اسے روایت کرنے میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الخلافيات، تحت الحديث : ١٧٣٢)

② حکم بن عتیبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، علامہ عینی حنفی نے بھی انہیں ''مدلس'' کہا ہے۔

(عمدة القاري : ٢٤٨/٢١) نیز دیکھیں (أسماء المدلسین للسّیوطي : ٩٦)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ .

''یہ حدیث کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔''

(الخلافیات للبیهقي، تحت الحدیث : ١٧٣٢)

④ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شیبة : ٢٩٦/٣)

تبصرہ:

یہ امام صاحب کی اجتہادی خطا ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سلف صالحین کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل عمل ہے۔

الحاصل:

نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا سنت ہے، لہٰذا سلف صالحین کی طرح ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس سنت پر عمل کرے۔

تکبیرات عیدین میں رفع الیدین

تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا، حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، كَبَّرَ وَهُمَا كَذٰلِكَ، فَرَكَعَ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْفَعَ صُلْبَهٗ رَفَعَهُمَا، حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، ثُمَّ يَسْجُدُ، فَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ، وَرَفَعَهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَّتَكْبِيرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ، حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهٗ.

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے، حتی کہ جب وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، تو آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، حتی کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اسی حالت میں آپ اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع فرماتے۔ جب آپ رکوع سے اپنی کمر اٹھانے کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے، لیکن

سجدے میں رفع الیدین نہیں فرماتے تھے، البتہ ہر رکوع اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین فرماتے تھے، حتی کہ اسی طرح آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔''

(سنن أبي داوٗد : ٧٢٢، المنتقٰى لابن الجارود : ١٧٨، والسياق لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع سے پہلے کہی جانے والی ہر تکبیر پر رسولِ اکرم ﷺ رفع الیدین فرماتے تھے۔ تکبیراتِ عیدین بھی چونکہ رکوع سے پہلے ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں رفع الیدین کرنا سنتِ نبوی سے ثابت ہے۔

ائمہ دین کا مذہب:

ائمہ دین بھی تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ:

امام عبدالرحمٰن بن عمرو، اوزاعی رحمہ اللہ (١٥٧ھ) سے تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

نَعَمْ، اِرْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّهِنَّ .

''ہاں، تمام تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کیجئے۔''

(أحكام العيدين للفريابي : 136، وسندهٗ صحيحٌ)

امام مالک رحمہ اللہ:

امام مالک بن انس رحمہ اللہ (١٧٩ھ) سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

نَعَمْ، اِرْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَلَمْ أَسْمَعْ فِيهِ شَيْئًا .

''ہاں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیجئے، میں نے اس بارے میں کوئی اختلاف

نہیں سنا۔''

(أحكام العيدين للفريابي : ١٣٧، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام، ابوعبداللہ، محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلٰى جَنَازَةٍ خَبَرًا، وَقِيَاسًا عَلٰى أَنَّهٗ تَكْبِيرٌ وَّهُوَ قَائِمٌ، وَفِي كُلِّ تَكْبِيرِ الْعِيدَيْنِ .

''نمازِ جنازہ اور عیدین کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کیا جائے گا، حدیثِ نبوی کی بنا پر بھی اور یہ قیاس کرتے ہوئے بھی کہ قیام کی تکبیر پر رفع الیدین کیا جاتا ہے۔''

(كتاب الأمّ : ١/١٢٧)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ .

''ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے گا۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية أبي داوٗد : ٨٧)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ:

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (۲۳۸ھ) کا بھی یہی مذہب ہے۔

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق : ٨/٤٠٥٤، م : ٢٨٩٠)

امام ابن منذر رحمہ اللہ:

امام، ابوبکر، محمد بن ابراہیم، ابن منذر، نیشاپوری رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَيَّنَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُّكَبِّرُهَا الْمَرْءُ وَهُوَ قَائِمٌ، وَكَانَتْ تَّكْبِيرَاتُ الْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزِ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ، ثَبَتَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِيهَا ....

''اس لیے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام میں ہر تکبیر پر رفع الیدین بیان فرمایا ہے اور عیدین و جنازہ کی تکبیرات بھی قیام ہی میں ہیں، لہٰذا ان تکبیرات میں رفع الیدین ثابت ہو گیا۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : ٤٢٦/٥)

نیز فرماتے ہیں:

سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْفَعَ الْمُصَلِّي يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ تَكْبِيرٌ فِي حَالِ الْقِيَامِ، فَكُلُّ مَنْ كَبَّرَ فِي حَالِ الْقِيَامِ رَفَعَ يَدَيْهِ اسْتِدْلَالًا بِالسُّنَّةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کو سنت بنایا ہے۔ یہ ساری صورتیں قیام کی حالت میں تکبیر کی ہیں۔ لہٰذا جو بھی شخص قیام کی حالت میں تکبیر کہے گا، وہ اسی سنت سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کرے گا۔''

(الأوسط : 282/4)

امام بیہقی رحمہ اللہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے مذکورہ بالا حدیث پر یوں باب قائم فرمایا ہے:

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرِ الْعِيدِ.

''عید کی تکبیرات میں رفع الیدین کا بیان۔''

(السنن الکبرٰی :۳/۴۱۱)

احناف کا مؤقف:

احناف بھی عیدین کی زائد تکبیروں میں رفع الیدین کے قائل ہیں، لیکن ان کی دلیل امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک قول ہے، جو کہ ان سے ثابت نہیں۔

وہ قول یوں ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ؛ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيرَاتِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، وَفِي الْعِيدَيْنِ ----- .

''سات مواقع پر رفع الیدین کیا جائے گا؛ نماز کے شروع میں، وتروں میں قنوت کی تکبیرات میں، عیدین میں۔۔۔''

(شرح معاني الآثار للطحاوي : ۲/۱۷۸)

یہ قول سخت ترین ''ضعیف'' ہے، کیونکہ:

① شعیب بن سلیمان بن سلیم کیسانی کی توثیق نہیں مل سکی۔

② قاضی ابو یوسف جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرَكُوهُ .

''محدثین کرام نے اسے ترک کر دیا تھا۔''

(التاريخ الكبير : ٣٩٧/٨، ت : ٣٤٦٣)

③ امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت رحمہ اللہ بھی باتفاقِ محدثین حدیث میں ضعیف ہیں۔

معلوم ہوا کہ احناف بھائیوں کے پاس تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے ثبوت پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں، تو انہیں رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت کا رفع الیدین بھی کرنا چاہئے، کیونکہ حدیث میں تو قاعدہ وکلیہ بیان ہوا ہے کہ رکوع سے پہلے کہی گئی ہر تکبیر پر رفع الیدین کرنا سنت نبوی ہے۔

ہمارے بھائی ایک طرف تو رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت کے رفع الیدین کے تارک ہیں، تو دوسری طرف عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کے قائل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نمازِ جنازہ کی تکبیرات میں رفع الیدین کے قائل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام عبادات میں سنتِ رسول کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ایک مناظرہ کی روئیداد

بعض کتب میں امام اوزاعی (۱۵۷ھ) اور امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) کے مابین مسئلہ رفع الیدین پر ایک مناظرہ بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اس مناظرے کی استنادی حیثیت کی طرف دیکھا جائے تو اس کا ثبوت بہم نہیں پہنچتا، بلکہ محدثین کے اصولوں کے مطابق اس کی سند میں دو وضاع و کذاب راوی موجود ہیں۔ وضاع اس کو کہتے ہیں جو خود اپنی طرف سے حدیث گھڑ کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دے۔ اسی طرح اس مناظرے کی سند میں ایک مجہول راوی بھی پایا گیا ہے۔

یہ مناظرہ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی نے اپنی کتاب مسند الإمام أبي حنيفة میں ذکر کیا ہے۔ اس قصے کی سند کا حال ملاحظہ فرمائیں:

(ا) اس جھوٹی سند کا مؤلف ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی ہے، جو عبداللہ استاذ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے متعلق محدثین کرام کی شہادتیں ملاحظہ ہوں:

① امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (۳۷۵ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ .

''یہ ضعیف ہے۔''

(سؤالات السهمي للدارقطني، ص ۲۲۸، ت : ۳۱۸، تاريخ بغداد للخطيب : ۱۰/۱۲۷)

② علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الرَّوَّاسُ : يُتَّهَمُ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ .

''ابوسعید رواس کا کہنا ہے کہ یہ متہم بالکذب راوی تھا۔''

(ميزان الاعتدال للذهبي : ٤/٤٩٦)

③ احمد سلیمانی کہتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ هٰذَا الْإِسْنَادَ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ، وَهٰذَا الْمَتْنَ عَلٰى هٰذَا الْإِسْنَادِ .

''یہ ایک سند کو دوسرے متن سے اور ایک متن کو دوسری سند سے جوڑ دیتا تھا۔''

(ميزان الاعتدال للذهبي : ٤/٤٩٦)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا ضَرْبٌ مِّنَ الْوَضْعِ .

''ایسا کرنا حدیث گھڑنے کی ایک قسم ہے۔''

④ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ صَاحِبُ عَجَائِبَ وَأَفْرَادٍ عَنِ الثِّقَاتِ .

''یہ ثقہ راویوں سے عجیب وغریب روایات بیان کرنے والا شخص ہے۔''

(ميزان الاعتدال : ٤/٤٩٦)

⑤ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ عَجَائِبَ وَمَنَاكِيرَ وَغَرَائِبَ .

''یہ شخص عجیب وغریب اور منکر روایات بیان کرنے والا تھا۔''

(تاريخ بغداد : ١٠/١٢٧)

نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمَوْضِعِ الْحُجَّةِ .

''یہ حجت پکڑنے کے قابل نہیں۔''

(تاریخ بغداد : ١٢٧/١٠)

⑥ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ راوی ''استاذ'' کے نام سے معروف ہے۔ یہ علم حدیث کی معرفت رکھتا تھا۔لیکن ضعیف تھا، محدثین کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ ایسی احادیث بیان کرتا ہے، جن میں ثقہ راوی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ہمیں اس سے ملاحمی اوراحمد بن محمد بن حسین بصیر نے منکرروایات بیان کی ہیں۔''

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث : ١٨٥/٣)

یہ تواستاذ حارثی کا حال ہےجس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

(ب) محمد بن ابراہیم بن زہادرازی کی توثیق نہیں مل سکی،لہٰذا مجہول ہے۔

(ج) سلیمان بن داؤدشاذکونی منقری ''کذاب'' اور'' وضاع'' تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ يَكْذِبُ .

''یہ جھوٹ بولتا ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ١١٥/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ، عَدُوُّ اللّٰهِ، كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ .

''یہ شخص جھوٹا،اللہ کا دشمن اورحدیثیں گھڑنے والا تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٤/١١٥، وسندهٗ صحیحٌ)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ، مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، وَتُرِكَ حَدِيثُهٗ، وَلَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ .

”یہ فن حدیث میں کسی کام کا نہ تھا، متروک الحدیث تھا، اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا تھا، اس سے حدیث بیان ہی نہیں کی جاتی۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٤/١١٥)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي مِمَّنْ يَسْرِقُ الْحَدِيثَ .

”میرے نزدیک یہ حدیث کے چوروں میں سے ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال : ٣/٢٩٥)

عبدان اہوازی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ ذَهَبَ كُتُبُهٗ، فَكَانَ يُحَدِّثُ حِفْظًا، فَيَغْلِطُ .

”اس کی کتابیں ضائع ہوگئیں، تو حافظہ سے بیان کرنے لگا اور غلطیاں کرتا تھا۔“

(الكامل لابن عدي : ٣/٢٩٨، وفي نسخة : ٣/١١٤٥)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ .

”یہ منکر الحدیث ہے۔“

(التّاريخ الصّغير : ٢/٣٦٤)

اس کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی کئی جروحات ثابت ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَکْثَرُونَ عَلٰی تَضْعِیفِهٖ .

''جمہور محدثین کرام اسے ضعیف ہی قرار دیتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد : ١/٢٤٥)

اس تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ کبھی ہوا ہی نہیں، بلکہ جھوٹے و کذاب لوگوں نے اپنی جناب سے گھڑ کر امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اللہ کریم ہم کو سچ کا ساتھی بنائے۔

تکبیر تحریمہ اور رفع الیدین

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر اللہ اکبر کہتے۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٦، صحيح مسلم : ٣٩٠، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھا کر پھر تکبیر کہنا جائز ہے۔

② ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَأٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا .

''انہوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٧، صحيح مسلم : ٣٩١)

صحیح مسلم میں «كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ» ''اللہ اکبر'' کہا اور پھر رفع الیدین کیا'' کے الفاظ ہیں۔

ثابت ہوا کہ رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے بعد بھی جائز ہے۔ نیز ثابت ہوا کہ شروع والا رفع الیدین نماز میں داخل ہے۔

③ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ''اللہ اکبر'' کہتے، تو رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔''

(صحيح مسلم : ٣٩١)

الحاصل:

تکبیر سے پہلے رفع الیدین کرنا، تکبیر کے بعد رفع الیدین کرنا اور تکبیر اور رفع الیدین ایک ساتھ کرنا، تینوں طریقے جائز ہیں۔

ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟

نماز میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات ملاحظہ ہوں:

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٦، صحيح مسلم : ٣٩٠)

② سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ''اللہ اکبر'' کہتے، تو رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔''

(صحيح مسلم : ٣٩١)

صحیح مسلم کے اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ .

''یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔''

(صحيح مسلم : ٣٩١)

نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لَو کو مس کرنا

(چھونا) بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں، بلکہ بہت بعد کی ایجاد ہے۔

احناف کی معتبر کتب میں مندرج ہے:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ خِذَاءَ أَذُنَيْهِ وَيَمَسُّ طَرَفَ إِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَأَصَابِعُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ .

''ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھوئیں گے اور انگلیاں کانوں کے اوپر تک جائیں گی۔''

(فتاوٰی قاضي خان : ٤١/١)

دوسری کتاب میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''انگوٹھے کانوں کی لو چھوئیں گے۔''

(الدّر المختار : ٧٤/١)

عید کی تکبیروں کے بارے میں ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''ہاتھ اس طور اٹھائے گا کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھو رہے ہوں گے۔''

(فتاوٰی شامي : ٦١٧/١)

فقہ حنفی میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''انگوٹھوں سے کانوں کی لو چھوئے گا۔''

(شرح الوقاية : ١/١٤٣)

مزید ملاحظہ فرمائیں:

ذَكَرَ صَاحِبُ هِدَايَةَ أَيْضًا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ الْمَسَّ، وَقَالَ الْقُهْسَتَانِيُّ فِي جَامِعِ الرُّمُوزِ : ذُكِرَ فِي النَّظْمِ أَنَّ مُحَاذَاةَ الإِبْهَامِ الشَّحْمَةَ مَسْنُونَةٌ ، وَفِي ظَاهِرِ الْأُصُولِ مُحَاذَاةٌ إِلَيْهِ الْأُذُنُ وَيُكْرَهُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا وَالْمَسُّ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمُتَدَاوِلَاتِ إِلَّا فِي فَتَاوٰى قَاضِي خَانْ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ لِتَحْقِيقِ الْمُحَاذَاتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''صاحب ہدایہ نے بھی ''مختارات النوازل'' میں ذکر کیا ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں، کوہستانی نے ''جامع الرموز'' میں ''نظم'' کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے برابر کرنا مسنون ہے، ''ظاہر الاصول'' میں لکھا ہے کہ کانوں کے برابر ہونے چاہیے، کانوں کی لو سے تجاوز کرنا مکروہ ہے، سوائے فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ کے کسی متداول کتاب میں کانوں کی لو کو چھونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہنا کہ کانوں کی لو کو چھونے سے انگوٹھوں کا کانوں سے برابر ہونا ثابت ہوجاتا ہے، فضول بات ہے۔''

(السّعاية في كشف ما في شرح الوقاية لعبد الحي اللكنوي الحنفي : ٢/١٥٢)

اس کے رد میں علامہ عبدالحئ، حنفی لکھنوی (۱۳۰۴ھ) یوں بیان کرتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ فَإِنَّهُ لَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ فِي رَوَايَةٍ .

''یہ مستقل سنت نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں اس پر دلیل نہیں۔''

(عمدة الرّعاية : ١/١٤٣)

مولانا عبدالشکور لکھنوی لکھتے ہیں:

”ہمارے فقہاء نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں سے مل جانا چاہیے، چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں، وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھنا یقین ہو جائے، سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے، نہ اس کو سنت سمجھنا چاہیے، اس لئے کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا، واللہ اعلم!۔“

(علم الفقه، حصه دوم، ص ٢١٤، ٢١٥)

ہمارا منصفانہ سوال ہے کہ سنت کی موجودگی میں رفع الیدین کے لئے نیا انداز کیوں؟

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھاتے دیکھا۔“

(سنن أبي داوٗد : ٧٢٤، ٧٣٧، سنن النسائي : ٨٨٣)

تبصرہ:

اس حدیث کی سند ”ضعیف“ ہے، عبدالجبار بن وائل کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ .

”محدثین کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں۔“

(خلاصة الأحكام : ١/٤٢٢)

ثابت ہوا کہ رفع الیدین میں ہاتھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا ثابت نہیں۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَبَيَّنَ لَهٗ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ فَقَدْ أَصَابَ وَاهْتَدٰى، زَادَهُ اللّٰهُ هُدًى .

''جس پر علم کا کوئی مخفی گوشہ ظاہر ہوا اور اس نے اسے اپنا لیا، وہ راہ ہدایت پہ ہے، اللہ اسے مزید ہدایت عطا کرے۔''

(التنبيه على مشكلات الهداية : ٥٤٣/٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے کانوں تک اٹھائے۔''

(سنن الدارقطني ، ٣٤٥/١، المستدرك للحاكم : ٢٦٦/١، السنن الكبري للبيهقي : ٩٩/٢)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① علاء بن اسماعیل عطار ''مجہول'' ہے، اسے حافظ ابن حجر (التلخیص : ۲۷۱/۱) نے ''مجہول'' کہا ہے، امام حاکم کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

② اس میں حفص بن غیاث کی تدلیس ہے۔

③ امام ابو حاتم نے اسے ''منکر'' کہا ہے (العلل : ۱۸۸/۱)

حدیث براء بن عازب بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں یزید بن ابی زیاد جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' و ''مدلس'' ہے۔

فائدہ نمبر ①:

سنن ابی داود (۷۲۸) میں سینے تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ یہ روایت قاضی شریک کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر ②:

کئی احادیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے، جیسا کہ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ وغیرہ بیان کرتے ہیں۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ يُحْمَلُ عَلٰى حَالَةِ الْعُذْرِ .

''کندھوں کے برابر جتنی روایات ہیں، سب حالت عذر پر محمول ہیں۔''

(الهداية : ۹۹/۱)

اس تاویل کے ردوتعاقب میں علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ .

''ان احادیث کے جواب میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية : ۱۷۲/۲)

شارح ہدایہ، ابن ہمام حنفی (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ الْحَقَّ أَنْ لَا مُعَارَضَةَ كَمَا أَسْمَعْتُكَ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذَا الْحَمْلِ لِيَدْفَعَ التَّعَارُضَ .

''حق یہ ہے کہ ان احادیث سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ میں نے

بیان کر دیا ہے، لہٰذا تعارض دور کرنے کے لیے ایسی تاویلیں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔‘‘(فتح القدیر : ۲۸۲/۱)

مردوں اور عورتوں کے رفع الیدین میں فرق

مردوں اور عورتوں کے ہاتھ اٹھانے میں کوئی فرق نہیں، مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع الیدین کرنا، کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نہ ہی یہ فرق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے با سند صحیح ثابت ہے۔ بعض احباب کہتے ہیں کہ عورت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے گی اور چادر کے اندر ہی ہاتھ اٹھائے گی، ان کی یہ بات بے دلیل ہے۔

اس سلسلہ میں پیش کیے جانے والے دلائل کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا وَائِلُ بْنَ حُجْرٍ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا .

”اے وائل بن حجر! آپ نماز پڑھتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر رکھیں اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے پستانوں کے برابر رکھے۔“

(المعجم الكبير للطبراني : ٢٠/٢٢)

تبصرہ:

① ام یحییٰ ”مجہولہ“ ہے،

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهَا .

”میں اسے پہچان نہیں پایا۔“

(مَجمع الزوائد : ۱۰۳/۲)

ابن ترکمانی حنفی (۷۵۰ھ) لکھتے ہیں:

أُمُّ يَحْيٰى لَمْ أَعْرِفْ حَالَهَا وَلَا اسْمَهَا .

”میں ام یحییٰ کے حالات نہیں جان نہیں پایا، نہ مجھے اس کا نام معلوم ہوا ہے۔“

(الجوهر النقي في الرد على البيهقي : ۳۰/۲)

② اس کی راویہ میمونہ بنت عبدالجبار کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

جس روایت کے دوراویوں کی توثیق نہ ہو، اس سے کیونکر حجت پکڑی جاسکتی ہے؟

② امام ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ : تُشِيرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا بِالتَّكْبِيرِ كَالرَّجُلِ؟ قَالَ : لَا تَرْفَعْ بِذٰلِكَ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ، وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا، وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ جِدًّا، وَقَالَ : إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَّيْسَتْ لِلرَّجُلِ، وَإِنْ تَرَكَتْ ذٰلِكَ، فَلَا حَرَجَ .

”میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا : کیا عورت تکبیر (تحریمہ) میں مرد کی طرح ہی رفع الیدین کرے گی؟ فرمایا: وہ اپنے ہاتھوں کو مرد کی طرح نہیں اُٹھائے گی، پھر انہوں کی اشارہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو بہت زیادہ جھکایا اور آپس میں بہت زیادہ جوڑ کر فرمایا: عورت کے لیے ایسی کیفیت ہے، جو مردوں کے لیے نہیں۔ اگر عورت اس کیفیت کو چھوڑ دے، تو کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۲۳۹/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

یہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے، وہ بتا رہے ہیں کہ عورت کے ہاتھ اٹھانے کی ہیئت ہے، اگر وہ ہیئت ترک بھی کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّفْرِقَةِ فِي الرَّفْعِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ .

''ایسی کوئی روایت نہیں، جو مرد و زن کے رفع الیدین میں فرق پر دلالت کرے۔''

(فتح الباري : ۲۲۲/۲)

③ عبدربہ سلیمان شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَحِينَ تَرْكَعُ وَإِذَا قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَتْ يَدَيْهَا، وَقَالَتْ : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ .

''میں نے ام درداء رحمہا اللہ کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتیں، جب رکوع کرتیں اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتیں، تو رفع الیدین کرتیں، نیز ربنا ولک الحمد کہتیں۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : ۲٤، وسندهٗ حسنٌ)

تبصرہ:

بعض حضرات اس روایت سے آدھا استدلال لیتے ہیں، وہ اس سے ثابت کرتے ہیں کہ عورت کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی، لیکن یہ اسی روایت کا اگلا حصہ رکوع جاتے اور

رکوع سے سر اٹھاتے وقت کے رفع الیدین کے متعلق بیان ہوا۔اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

الغرض: مرد اور عورت کا نماز میں ہاتھ اٹھانے کے حوالے سے کسی صحیح حدیث میں فرق ثابت نہیں۔ مدعی پر دلیل لازم ہے۔ہم کہتے ہیں کہ مرد بھی حدیث کی پیروی میں کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔

④ عاصم احول رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ، كَبَّرَتْ فِي الصَّلَاةِ، وَأَوْمَأَتْ حَذْوَ ثَدْيَيْهَا .

”میں نے حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کو دیکھا،آپ نے نماز میں اللہ اکبر کہا اور اپنی چھاتی تک (رفع الیدین کرتے ہوئے) اشارہ کیا۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢٤٧٥)

تبصرہ:

سند ”موضوع“ ہے۔ یحییٰ بن میمون بن عطاء تمار ”متروک و کذاب“ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا، حَدَّثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ بِأَحَادِيثَ مَوْضُوعَةٍ رَوٰى عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ أَحَادِيثَ مُنْكَرَةً .

”یہ ”کذاب“ ہے۔اس نے علی بن زید بن جدعان سے موضوع احادیث روایت کیں ہیں اور عاصم احول سے منکر روایات بیان کیں ہیں۔“

(الجرح والتعديل : ١٨٩/٩، نصب الراية : ٢٦/١)

یہ قول بھی عاصم احول رحمہ اللہ سے روایت کردہ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب:۷۶۵۶) نے ''متروک'' کہا ہے۔

⑤ امام حماد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلَاةَ، تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلٰى ثَدْيَيْهَا .

''آپ رحمہ اللہ عورت کی بابت فرماتے ہیں کہ جب وہ نماز شروع کرے، تو اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢٤٧٣)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا خالد بن حیان مرقی سے سماع ثابت نہیں ہے۔

② عیسیٰ بن کثیر کی توثیق درکار ہے!

③ عیسیٰ بن کثیر کا امام حماد رحمہ اللہ سے سماع بھی ثابت کیا جائے!

کسی صحابیہ یا تابعیہ سے چھاتی تک ہاتھ اٹھانا باسند صحیح ثابت نہیں۔

فائدہ:

احناف کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

اَلْمَرْأَةُ تَرْفَعُ الْيَدَ كَمَا يَرْفَعُ الرَّجُلُ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ .

”حسن بن زیاد (متہم بالکذب) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ عورت مردوں کی طرح ہی ہاتھ اٹھائے گی۔“

(فتاویٰ قاضي خان: ۶۱/۱)

الحاصل:

مرد وزن کے طریقہ رفع الیدین میں کوئی فرق نہیں۔